علماءِ دیوبند وہابیہ کی

فتنہ خیز

دو ۲ کتابیں



مرتب

حضرت مولانا قاری
ابو عذرا محمد نعیم الدین رفعت برکاتی
صاحب قبلہ

ناشر
ماتریدی ریسرچ سینٹر مالیگاؤں

نام کتاب............ **علماء دیوبند وہابیہ کی دو فتنہ خیز دو کتابیں**

مرتب.............. حضرت مولانا قاری ابو عذرا **محمد نعیم الدین رفعت** برکاتی حفظہ اللہ

نظرِ ثانی............ مجاہد اہل سنت حضرت علامہ مولانا **احمد رضا قادری** صاحب حفظہ اللہ

معاون.............. **محمد رمضان رضا ماتریدی** صاحب حفظہ اللہ

ناشر...............ماتریدی ریسرچ سینٹر مالیگاؤں، انڈیا

سن اشاعت..........رجب المرجب ۱۴۴۶ھ مطابق جنوری ۲۰۲۵ء

ضروری نوٹ

کتاب کے لکھنے میں اور حوالے نقل کرنے میں اپنی جانب سے پوری کوشش کی گئی ہے کہ کسی قسم کی کوئی کمی نہ رہے، تاہم بتقاضۂ بشریت غلطی کا امکان اب بھی ہے۔ لہذا قارئین سے گزارش ہے کہ کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں، تاکہ بروقت اس کی اصلاح کی جاسکے۔

rifatbarkati2@gmail.com

فہرست

شرفِ انتساب

اپنے جملہ اساتذۂ کرام اور متلاشیانِ حق و مجاہدینِ اہلسنت کے نام

بالخصوص

حضرت علامہ **مفتی اصغر علی مصباحی** صاحب قبلہ حفظہ اللہ

دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ نگرہ، چھپرہ، بہار

حضرت حافظ و **قاری عباس علی رضوی** صاحب قبلہ حفظہ اللہ

سابق استاد الجامعۃ الاسلامیہ جمال القرآن، میر گنج، گوپال گنج، بہار

کے نام۔

جن کی محنت و شفقت اور رہنمائی سے احقر اس قابل بن پایا۔

تقریظ جلیل

پیکر اخلاص، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، محقق اہلسنت

حضرت علامہ و مولانا ابو حامد **احمد رضا قادری** رضوی عطاری صاحب حفظہ اللہ

مصنف کتبِ کثیرہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد!

مخبر صادق نبی غیب دان ﷺ نے صدیوں قبل امت مسلمہ میں ایک عظیم فتنے کی نشاندہی فرمادی تھی جو کہ بارہویں صدی ہجری میں شیخ نجد محمد بن عبد الوہاب نجدی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ علماء دیوبند کے مطابق 104 علماء، علماء حرمین کی مصدقہ کتاب "فتح المبین" میں اس گروہ وہابیہ کے بارے میں صحیح بخاری کی حدیث شریف پیش کی گئی کہ

"هناک الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان"

یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور اُس سے نکلے گی امت شیطان کی،

سو موافق اس خبر مخبر صادق کے گروہ وہابیہ جو پیرو محمد بن عبد الوہاب کے ہیں"

(فتح المبین ص ۴۲۱)

تو علماء دیوبند کی مصدقہ اس کتاب "فتح المبین" کے مطابق حدیث شریف میں جس شیطانی گروہ کی نشاندہی سرکار دو عالم ﷺ نے فرمائی وہ یہی "گروہ وہابیہ" ہے۔ اسی طرح اکابرین علماء دیوبند کی ایک اور مصدقہ کتاب "المہند: ص46" میں بھی اسی گروہ وہابیہ نجدئیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ

”خوارج کی ایک جماعت ہے۔۔یہ لوگ ہماری [سنی مسلمانوں کی] جان ومال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں ...ان کا حکم باغیوں کا ہے۔۔۔ علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے ”جیسا کہ ہمارے زمانے میں [محمد بن] عبد الوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔۔ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی“مفہوم (المہند ۴۲۔ خلیل احمد دیوبندی)

اس بات پر نہ صرف اہل اسلام کے مؤرخین، محدثین اور مفکرین متحد ہیں بلکہ خود اکابرین دیوبند اور ان کی مصدقہ کتب بھی گواہ ہیں کہ بلاشبہ یہ وہابی گروہ ”فتنہ عظیم“ ہے۔ جس نے سارے عالم اسلام میں فتنہ وفسادات برپا کیے، عرب وعجم خصوصاً ہندوپاک کو اپنی لپیٹ میں لیا۔ اسی گروہ وہابیہ کا ہند میں امام اسمعیل دہلوی صاحب ہیں۔

قاضی شمس الدین درویش دیوبندی صاحب نے خود تسلیم کیا کہ

”انگریزوں نے مسلمانوں میں سرپھٹول پیدا کرنے کے لئے کسی کم علم دیہاتی مولوی سے گنواری اردو میں یہ کتاب [تقویۃ الایمان] لکھوائی“ (غلغلہ ص۱۸)

مزید لکھتے ہیں:

”انگریزوں نے اس کتاب (تقویۃ الایمان: مصنف اسمعیل دہلوی) کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا، تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ آپس میں لڑیں“ (غلغلہ ص۱۸)

اسی طرح احمد رضا بجنوری دیوبندی لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ (اسماعیل دہلوی کی) اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانانِ ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصدی حنفی المسلک ہیں دو گروہ میں بٹ گئے، ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطہ میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے'' (انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری ج ۱۳ ص ۳۹۲)

یاد رہے کہ امت مسلمہ میں تفریق و انتشار، امت مسلمہ کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے والے عرب میں محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ہند میں شاہ اسمعیل دہلوی صاحب ہیں۔ اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ جس وقت امت مسلمہ کو دو حصوں میں شیخ نجد و اسمعیل دہلوی نے تقسیم کیا اس وقت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

اسی وہابی دیوبندی فرقے نے نہ صرف امت مسلمہ میں فتنے وفسادات برپا کیے بلکہ آپس میں جھگڑوں و فسادات سے باز نہ آئے۔ ایک کتاب ''المہند'' لکھی جس میں خوب دجل و فریب اور تقیہ بازی سے کام لیا۔ اس کتاب کے بارے میں بھی خود دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ

''المہند علی المفند میں عقیدہ کا اظہار نہیں بلکہ یہ ایک وقتی مصلحت کے تقاضہ کے تحت لکھی گئی تحریر تھی'' (خوشبو والا عقیدہ صفحہ ۴۸) اسی طرح بعض دیوبندی کہتے ہیں کہ ''المہند علی المفند'' قابل اعتماد کتاب نہیں۔ بندیالوی [مماتی دیوبندی] صاحب سمیت تمام منکرین حیات [یعنی مماتی دیوبندی] ''المہند علی المفند'' کو علماء دیوبند کی ایک ایسی ہنگامی کاوش قرار دیتے ہیں جو ''وقت ٹپاؤ'' پالیسی کے تحت مجبوراً منظر عام پر لائی گئی''

(علمائے دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی، ص ۳۹)

اس کتاب کا دجل و فریب، وقت ٹپاؤ پالسی تو اپنی جگہ، لیکن اس کتاب کی وجہ سے خود علماء دیوبندیہ وہابیہ میں بقول الیاس گھمن دیوبندی صاحب کے مذموم اختلافات نے جنم لیا۔ اور خود دیوبندی فرقے کو بھی مزید دو فرقوں["دیوبندی حیاتی" اور "دیوبندی مماتی"] میں تقسیم کر دیا اور اب یہی حضرات خود ایک دوسرے کو دیوبندیت بلکہ اپنی مذعومہ اہل سنت سے خارج قرار دیتے ہیں،

ایک دوسرے کے ساتھ مناظرے کرتے نظر آتے ہیں،

ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہیں،

ایک دوسرے کو ضال و مضل، بدعتی قرار دیتے ہیں،

ایک دوسرے کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں،

الیاس گھمن دیوبندی کے اصول کے مطابق دیوبندی فرقے آپسی ان مذموم اختلافات، آپس میں دست و گریبان کی وجہ باطل و گمراہ فرقہ ہے۔ مزید جس نے تفصیل دیکھنی ہو تو قبلہ **مفتی اختر رضا مصباحی** صاحب کی کتاب "**قہر خداوندی**"[جس کی اب تیسری جلد بھی شائع ہونے والی ہے] کا مطالعہ کیجیے۔ یا مناظر اہل سنت **علامہ ابو حامد رضا** صاحب حفظہ اللہ کی کتاب "یہ آئینہ انہی کے لئے ہے" کا مطالعہ کیجیے۔ نیز المہند کے رد پر محقق اہل سنت جناب **میثم عباس رضوی** صاحب کا لاجواب مجموعہ "**المہند** کا علمی محاسبہ" ملاحظہ فرمائیں۔

زیر نظر کتاب میں بھی محقق اہل سنت فاتح دیوبندیت مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ و مولانا ابو عذرا **محمد نعیم الدین رفعت برکاتی** زید مجدہ نے دین دیوبندیت کی امت مسلمہ میں تفرقہ بازیوں، اور آپس میں خانہ جنگیوں کا پردہ فاش کر دیا ہے۔ محترم رفعت برکاتی صاحب زید مجدہ نے پہلے بھی اپنی چند کتب کی فائلز بندہ ناچیز کو بھیجی تھیں، بندہ ناچیز نے ان کی

علماء دیوبند وہابیہ کی فتنہ خیز دو کتابیں...11

(1)”دیوبندیوں کی آپسی کفر سازیاں“

(2)”ابن تیمیہ علمائے دیوبند کی نظر میں“

(3)”اپنے اکابر کے باغی دیوبندی“

(4)”۲۴ نمبروں کی ۲۴ بدعات“

(5)”دیوبندیوں کی شیطان سے محبت“

(6)”دیوبندیوں کی ۵۱ تحریفاتِ آیاتِ قرآن“

(7)”دیوبندیت کے بدلتے رنگ“

جیسی بہترین کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب محترم، شفیع معظم، رحمت عالم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ان کی تمام کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان پر اجر عظیم عطا فرمائے، دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے اور دین حق مسلک اہل سنت کی مزید خدمت کی توفیق واستقامت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

دعا گو و دعا جو:

خادم اہل سنت ابو حامد **احمد رضا قادری رضوی عطاری**

۱۴ جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ / 16. دسمبر. 2024ء

تقریظ جلیل

مصلح قوم وملت، مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی اصغر علی مصباحی صاحب قبلہ

دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ، نگری ضلع چھپرہ بہار

عزیز القدر حضرت حافظ ابو عذرا نعیم الدین رفعت برکاتی کا مرتب کردہ رسالہ "علماء دیو بند وہابیہ کی فتنہ خیز دو کتابیں" کا جگہ جگہ سے مطالعہ کیا انداز بیان اتنا عمدہ اور سادہ ہے کہ کم علم انسان بھی اگر مطالعہ کرے تو بآسانی سمجھ سکتا ہے، جن دو کتابوں کے مندرجات پر انہوں نے گرفت کی ہے یہ وہی کتابیں ہیں جنہوں نے عوام کے اندر کافی انتشار پھیلایا اور سادہ دل مسلمانوں کو راہ ہدایت سے بھٹکا کر گمراہی اور بد عقیدگی کے قعر عمیق میں ڈھکیل دیا، اگرچہ دونوں کتابوں کے رد میں علماء حق کی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں مگر رفعت برکاتی صاحب کا انداز سب سے منفرد ہے۔

موصوف میرے بہت عزیز ہیں ان کے کاموں کو میں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کے زور قلم کو مزید جلاء بخشے اور مسلک حق کی مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اصغر علی مصباحی

دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ

نگرہ چھپرہ

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۶ھ

حرفِ اول

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم
اما بعد
فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

آپسی تفریق و انتشار سے جو نقصانات سامنے آتے ہیں ان سے بھلا کون ناواقف ہو گا، جس ملت، جس جماعت، جس معاشرے اور جس گھر میں اس نے اپنے قدم رکھے بربادی ہی بربادی رونما ہوئی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں اپنے بندوں سے ارشاد فرمایا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں نہ بٹ جانا)

اللہ تعالیٰ کے اس واضح اعلان کے باوجود غیر منقسم ہندوستان پر انگریزی استعمار کے دور میں انگریزی حکومت کے استحکام کے لیے انگریزوں ہی کے تعاون و اشتراک سے ایک فتنہ بنام "دیوبندیت" وجود میں آیا، جس نے نہایت بے دردی کے ساتھ ملتِ اسلامیہ کے شیرازہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا، اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ دراصل اس نومولود "دیوبندی فتنہ" کے علماء من جملہ اکابر و اصاغر کی تحریر و تقریر اس قدر زہر آلود ہوتی ہیں کہ غیر اختیاری طور پر مسلمان تقسیم در تقسیم ہو کر رہ جاتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راہ باقی ہی نہیں رہتی ہے۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ

''دیوبندیت'' حقائق و مشاہدات کی روشنی میں ''ام الفتن'' کہے جانے کی مستحق ہے، کیونکہ اس سے گاہے بگاہے نئے نئے فرقے جنم لیتے ہی رہتے ہیں۔

ناصبی خارجی سب نئے فتنے دیوبندی

جیسا کہ ایک دیوبندی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''آج کل بعض اہلِ فکر یوں کہہ رہے ہیں کہ جو نئے فتنے ظاہر ہو رہے ہیں وہ عموماً مدعیان دیوبند ہی میں ہیں، خوارج مزاج بھی دیوبندی، نواصب بھی دیوبندی، فکر ولی اللہی جماعت بھی دیوبندی جو سوشلزم کی داعی ہے، اس مزاج کے طلباء مدارس میں موجود ہیں دیکھیے آگے چل کر کیا بنتا ہے''

(عقیدۂ حیات الانبیاء علیہم السلام اور قائدین ملت، ص ۲۶)

علاوہ ازیں علماء دیوبند کی تحریرات کے مطابق خود دیوبندی مذہب میں مختلف گروہ ہیں۔ کوئی تھانوی گروہ ہے تو کوئی مدنی گروہ۔ کوئی شورائی گروہ ہے تو کوئی اماراتی گروہ ہے۔ کوئی حیاتی ہے تو کوئی مماتی ہے۔ ایسے اور بھی کئی سارے گروہ دیوبندی مذہب ہی کے ماننے والوں میں پائے جاتے ہیں، جس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے رسالہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ لیکن اتنا ضرور عرض ہے کہ یہ سب دیوبندیوں کے اصولوں کے مطابق آپس میں دست و گریبان ہیں، جیسا کہ ابو ایوب دیوبندی کی کتاب میں شامل اپنی تقریظ میں الیاس گھمن دیوبندی لکھتے ہیں:

''گمراہی کا پہلا زینہ اور اول سبب آپس کا وہ مذموم اختلاف ہے جو محض عدم تحقیق، خواہشات نفسانی اور ذاتی اغراض و مقاصد پر مبنی ہو۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے:

ماضل قوم بعد هدی کانوا علیه الا اوتو الجدل۔(جامع الترمذی: سورۃ الزخرف)

کہ قوم کوئی ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہو جاتا۔ اہل بدعت کا بھی آج یہی وطیرہ ہے۔ قرآن وسنت کے نور سے محروم، خود رائی کے نشے میں مست اور بدعات ورسومات کی دلدل میں پھنسے یہ حضرات کچھ ایسی ہی کشمکش میں سر گرداں ہیں۔ بعض اہل بدعت ایک عمل کو درست قرار دیتے ہیں تو دوسرے اسی کو غلط کہہ رہے ہیں۔ ایک مبتدع ایک بات کو عین حق کہہ رہا ہے تو دوسرا اس (کو) عین باطل سے تعبیر کرتا نظر آتا ہے، کوئی جائز کہتا ہے تو کوئی "گستاخی" گردانتا ہے، ایک کے فتوی سے دوسرا فاسق اور کسی کے فتوی سے کوئی دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتا ہے۔ باہمی دست وگریباں کا یہ عالم ہے کہ....... الامان والحفیظ۔"

(دست وگریبان، جلد اول، تقریظ)

باب اول

علماء دیو بند وہابیہ کی فتنہ خیز دو کتابیں

جیساکہ میں نے اپنے کئی رسالے میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ کے دینِ اسلام کے مقابلے میں رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی نے ایک خود ساختہ دین بنام "دینِ دیوبندیت" قائم کیا، جس کا مقصد خدمتِ اسلام کے نام پر مسلمانوں کے ایمان وعقیدے پر ڈاکے ڈالنا ہے۔

چونکہ اس نئے دین کو قائم کرنے کا مقصد فتنہ پھیلانا، عوام الناس کو آپس میں لڑانا اور ان کے ایمان و عقیدے پر حملے کر کے کفر کے گڑھے میں دھکیل دینا ہے، اس لیے اسلام مخالف اس جدید دین کے عقیدے کی دو کتابیں ان کے علماء کے ہاتھوں ایسی لکھی گئیں، جو کہ بڑی "فتنہ خیز" ثابت ہوئیں۔ ان دونوں کتابوں نے نفرت کی فضا پیدا کر کے مسلمانوں کو بانٹنے میں مثالی کردار ادا کیں۔ جب یہ دونوں کتابیں چھپ کر منظرِ عام پر آئیں تو ان کی وجہ سے اختلاف وافتراق کی جو آگ مسلمانوں کے درمیان لگی، وہ اس وقت سے لے کر آج تک جلتی سلگتی چلی آرہی ہے، جس میں ملتِ اسلامیہ مختلف طریقے سے کسی نہ کسی صورت جل ہی رہی ہے۔ زیرِ نظر رسالہ میں انہی دونوں فتنہ پرور کتابوں کے متعلق اختصاراً بحث کی جانے والی ہے، بلکہ چند اہم حقائق پیش کر کے ان دونوں فتنہ خیز کتابوں کے زہر آلودگیوں سے آگاہی فراہم کی جانے والی ہے۔

پہلی کتاب کا نام ہے "تقویۃ الایمان" جو اسمعیل دہلوی کی کتاب ہے۔ اور دوسری کتاب ہے "المہند علی المفند"۔ جس کو خلیل احمد سہارنپوری نے لکھی ہے۔

دیوبندی اقرار کہ تقویۃ الایمان نے امت مسلمہ کو دو گروہ میں تقسیم کر دیا

تقویۃ الایمان نے بقول انور شاہ کشمیری دیوبندی:

"اس کتاب کی وجہ سے مسلمانانِ ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں وہ دو گروہ میں بٹ گئے"

(انوار الباری، جلد ۱۳، ص ۳۹۲، حاشیہ)

اسی طرح **المہند علی المفند** نے بھی دیوبندی جماعت کو دو گروہ (حیاتی، مماتی گروہ) میں تقسیم کر دیا۔ جیسا کہ میاں الیاس صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

"جس نے ایک ہی مکتب فکر کے علماء کو دو "فرقوں" میں تقسیم کر دیا۔"

(حیات شیخ القرآن غلام اللہ خان، ص ۴۸)

جس کے سبب دیوبندی علماء آج بھی آپس میں جنگ و جدال کر کے ایک دوسرے کو دیوبندیت سے خارج کرنے میں مشغول ہیں۔ باوجود اس کے ان دونوں کتابوں کے بارے میں ابو ایوب دیوبندی لکھتے ہیں:

"الحمد للہ تقویۃ الایمان اور المہند دونوں حق ہیں"

(المہند کی حقانیت، ص ۲۳۰)

حالانکہ تقویۃ الایمان کو آج بھی غیر جانب دار ہو کر اسلاف و اکابر علماء اسلام کی کتب سے واقفیت رکھنے والا کوئی بھی شخص پڑھے تو بانگ دہل پکار اٹھے گا کہ یہ کتاب گستاخیوں سے بھری پڑی ہے۔ یہی نہیں بلکہ دیوبندی علماء کی بھی کتاب سے واقفیت رکھنے والا تقویۃ الایمان کو پڑھ لے اور عدل و انصاف سے بتائے تو اللہ رب ذوالجلال کی قسم! وہ کہے گا کہ ہاں اس کتاب میں توحید کے نام پر محبوبانِ خدا کی جابجا گستاخیاں کی گئی ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد متعصب قسم کے دیوبندیوں کی جو حالت ہوتی ہے، اور جب ایسے دیوبندیوں کی زبان و قلم حرکت کرتے ہیں تو جو گل کھلاتے ہیں، اس پر دیوبندیوں کے پیر مفتی مختار الدین صاحب جو زکریا کاندھلوی دیوبندی صاحب کے خلیفہ ہیں، وہ لکھتے ہیں:

> "بعض حضرات کی زبان اور قلم جب توحید کے بارے میں چلنا شروع ہوتے ہیں تو قرن اول سے لے کر آج تک بڑے سے بڑا عالم، محدث، فقیہ یا صوفی بھی انہیں شرک سے خالی نظر نہیں آتا اور عہد رسالت سے آج تک کا تقریباً ہر مسلمان مشرک معلوم ہونے لگتا ہے۔" (عقیدہ اور عقیدت، ص ۲)

جس بات کا رونا، اس اقتباس میں دیوبندیوں کے پیر مفتی مختار الدین صاحب رو رہے ہیں، بالکل وہی بات "تقویۃ الایمان" میں درج ہے۔ اور اسمعیل دہلوی نے اپنی اس کتاب کے باب اول میں پورا زور مسلمانوں کو "مشرک" ثابت کرنے میں لگایا ہے۔ اس لیے آپ اس باب میں جابجا یہ لکھا پائیں گے کہ "اس سے شرک ثابت ہوتا ہے" اور "ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے" گویا مسلمانوں کے افعال کو بزور قوت "شرک" ثابت کر کے انہیں "مشرک" بنانا ہی تقویہ الایمان کے باب اول لکھنے کا مقصدِ خاص ہے۔ اور بابِ دوم میں مسلمانوں کو "بدعتی" ثابت کرنے میں ساری توانائی صرف کی گئی ہے۔

تقویۃ الایمان اور رشید احمد گنگوہی

سب سے پہلے ہم قارئین کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان نامی کتاب علماء دیوبند کی نظر میں کس شان و اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کے بارے میں بانی دینِ دیوبندیت، جناب رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۱۹ / فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۲۱)

یہ اتنی عمدہ کتاب ہے کہ "دینِ دیوبندیت" میں:

"اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۱۹ / فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۲۱)

ایک اور مقام پر رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۲۴)

ایک اور سوال کے جواب میں یہی صاحب لکھتے ہیں:

"بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اگرچہ بعض میں بظاہر تشدد ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۲۶)

اور پھر یہ بھی لکھ دیا:

"اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۲۶)

یعنی اگر کوئی اس کتاب میں درج عقیدوں کے خلاف عقیدے رکھتا ہے تو وہ بدعتی اور فاسق ہے۔ اس لیے رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے متبعین کو واضح لفظوں میں لکھ دیا کہ:

"تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۲۲۶)

نیز تقویۃ الایمان کو جو برا جانے گا اس کے ایمان میں شک ہے، کیونکہ اس پر عمل کرنا عین ایمان ہے، اور اس کے خلاف شرک وفسق ہے، جیسا کہ رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"جو کوئی کتاب تقویۃ الایمان کو برا جانتا ہے، اس کے ایمان میں شک ہے، کہ **اس میں آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کے سوا کچھ نہیں**، اور جملہ مسائل اس کے نہایت صحیح اور درست ہیں، اس پر عمل کرنا عین ایمان ہے، اس کے خلاف شرک وفسق ہے۔" (باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ، ص۱۲۲)

یعنی دیوبندی وہابی نئے دین کے اندر اگر کوئی مسلمان ہوگا تو تبھی ہوگا جب تقویۃ الایمان پر بھی ایمان لائے گا، اور توحید وسنت صرف وہی ہے جو تقویۃ الایمان کے اندر ہے جو اس کا مخالف ہے وہ مشرک و بدعتی ہے۔ دیوبندیوں کی خاص کتاب "ارواحِ ثلاثہ" میں لکھا ہے:

”مولانا گنگوہی تقویت الایمان کی نسبت فرماتے تھے کہ اس سے بہت ہی نفع ہوا چنانچہ مولوی اسمعیل صاحب کی حیات ہی میں دو ڈھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے تھے اور ان کے بعد کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔“

(ارواحِ ثلاثہ، حکایت نمبر ۶۰، ص ۶۸)

ساڑھے تین لاکھ کافروں نے کلمہ پڑھ لیا

اس کتاب کے متعلق دیوبندیوں کا غلو ملاحظہ فرمائیں، ضیاء الرحمن فاروقی دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

”تقویۃ الایمان پڑھ کر ساڑھے تین لاکھ کافروں نے نبی کا کلمہ پڑھ لیا“

(علمائے دیوبند کون ہیں اور کیا ہیں؟، ص ۲۵)

اس دعوے میں اگر دیوبندی ذرہ برابر بھی سچے ہیں تو بتائیں کہ وہ ساڑھے تین لاکھ کافر کب مسلمان ہوئے؟ کس سن میں مسلمان ہوئے؟ اکھٹے ہوئے یا الگ الگ مسلمان ہوئے؟ کیا ان ساڑھے تین لاکھ کافروں کے کلمہ پڑھنے کا حوالہ اکابرین دیوبند نے اپنی کتب میں دیا؟ کیا ان کا اندراج کسی دیوبندی اکابر نے کیا؟ اگر دیوبندی سچے ہیں تو ان ساڑھے تین لاکھ کافروں کی نشاندہی کریں۔ جناب! جب علماء دیوبند نے ان کی تعداد لکھی ہے تو لازمی بات ہے کہ ان کو گن کر ہی لکھی ہو گی، چلیں ان میں سے صرف ایک لاکھ ہی کے نام بتا دیں۔ جناب! جب دار العلوم دیوبند کو چندے دینے والے ہندوؤں کے نام علماء دیوبند لکھ سکتے ہیں تو یقیناً یہاں بھی اتنا بڑا جھوٹا کارنامہ تقویۃ الایمان کی وجہ سے ہوا تو کس طرح اس سے غافل رہ سکتے ہیں؟ لہٰذا ان کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یا پھر تسلیم کریں کہ دیوبندی علماء جھوٹ اور دجل و فریب سے کام لیتے ہیں۔

اور عبید اللہ سندھی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"مولانا اسمعیل شہید نے اپنی عربی کتاب " رد الاشراک" کا ترجمہ "تقویۃ الایمان" کے نام سے کیا۔ یہ کتاب اگر پانچ سو برس پہلے لکھی جاتی تو ہندوستانی مسلمان دنیا کے مسلمانوں سے بہت آگے بڑھ جاتا۔"

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، ص ٦٦)

گویا اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مقدس، رسول اللہ ﷺ کے ارشادات احادیثِ مبارکہ اور چودہ سو سال سے اسمعیل دہلوی تک کے علماء، صلحاء، بزرگانِ دین رحمہم اللہ کی کتابوں نے ہندوستانی مسلمانوں کو اب تک پیچھے رکھا ہے، بس ایک "تقویۃ الایمان" کتاب ہے جو قرآن واحادیث اور علماء اسلام کی کتابوں پر فائق ہے، یہی ایک وجود میں آکر ہندوستانی مسلمانوں کو آگے بڑھا دیتی۔ پھر یہ بھی دیوبندی علماء کا غلو ہے ورنہ خود علماء وہابیہ اس کتاب کو عین ایمان قرار دینے کے بعد دنیا کے مسلمانوں سے کتنے آگے نکلے ہیں؟ انگریزوں کی غلامی اور ہندوؤں کے چندے حاصل کرنا شاہد یہی دیوبندیوں کی ترقی ہے۔

اب دیوبندیوں کے فتوری دماغ میں ایک ہی بات آرہی ہوگی، وہ یہ کہ اسمعیل دہلوی نے یہ بات ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق کہی ہے، جن کے لیے اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے، کیونکہ اس کے لیے بہت علم چاہیے۔ ان میں وہ صلاحیت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں۔ حالانکہ اس کا جواب خود اسمعیل دہلوی ہی نے اپنی اسی کتاب "تقویۃ الایمان" میں دے دیا ہے۔ چنانچہ وہ پہلے یہ لکھتے ہیں:

"یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے، اس کو بڑا علم چاہیے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں"

(تقویۃ الایمان، ص ۴)

پھر اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ بات بہت غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا کچھ سمجھنا مشکل نہیں۔“

(تقویۃ الایمان، ص۵)

نیز لکھتے ہیں:

”اللہ رسول ﷺ کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے۔“(تقویۃ الایمان، ص۵)

لہٰذا دیوبندیوں کا بہانہ خود اسمعیل دہلوی ہی کے ہاتھوں اپنی موت آپ مر گیا۔

عقائد کی اہمیت

عقائد کی اہمیت بتاتے ہوئے، جناب الیاس گھمن دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”ہر مذہب میں عقائد کی حیثیت مرکزی رہی ہے اسی پر تمام ادیان کے افراد اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔“(عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، ص۹)

مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اگر کوئی شخص ساری عمر اعمال اچھے کرتا رہے لیکن اس کے عقائد یا ان میں سے کوئی ایک عقیدہ بھی درست نہ ہو تو روز قیامت اس کے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے۔“(عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، ص۹)

اور شعیب اللہ خان صاحب لکھتے ہیں:

ان امور میں سب سے زیادہ قابل لحاظ عقائد و ایمانیات کا باب ہے، کیونکہ عقائد و ایمان پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اگر عقیدہ صحیح و مضبوط ہے، تو اعمال و عبادات بھی قابلِ اعتبار ہوتے ہیں، ورنہ ان کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

(امت میں اعتقادی و عملی بگاڑ، ص ۱۴)

معلوم ہوا کہ اعمال سے کہیں زیادہ عقائد کا درست ہونا ضروری ہے ورنہ عقائدِ فاسدہ کی نحوست کی وجہ سے اعمالِ صالحہ وصحیحہ ناقابلِ قبول ہو جاتے ہیں۔

تقویۃ الایمان وہابی عقائد کی کتاب ہے

ابو ایوب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”تقویۃ الایمان عقائد کی کتاب ہے“

(سفید و سیاہ پر ایک نظر، ص ۱۸۴)

اور بانی دین دیوبندیت جناب رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

”بندہ خاندانِ شاہ ولی اللہ صاحب میں بیعت ہے اور اسی خاندان کا شاگرد ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۸۶)

اور شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے عقائد بقول رشید احمد گنگوہی تقویۃ الایمان میں درج ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''اس خاندان کے عقائد تقویۃ الایمان سے ظاہر ہیں''

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۸۶)

حالانکہ یہ سیاہ جھوٹ ہے، کیونکہ یہ کتاب اسماعیل دہلوی نے اپنے خاندان اور اساتذہ کے عقائد کے خلاف لکھی ہے، حوالے آئندہ سطور پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ نیز انور کشمیری دیوبندیوں کے امام العصر کہتے ہیں:

''یہ کتاب عقائد میں ہے جن کے لیے قطعیات کی ضرورت ہے۔ جبکہ اس میں حدیث اطیط بھی مذکور ہے جو شاذ و منکر ہے اگرچہ ابوداؤد کی ہے کیونکہ امام ابوداؤد نے بقول علامہ ذہبی وغیرہ ایسی احادیث پر بھی سکوت کیا ہے۔ جو واضح ضعیف رواۃ کی وجہ سے ظاہر الضعف والنکارۃ تھیں اور یہ حدیث نیز ثمانیۃ اوعال والی حدیث بھی نہایت منکر و شاذ ہے''(ملفوظات محدث کشمیری، ص۱۷۸)

آگے کہتے ہیں:

''جس سے عقائد تو کیا احکام بھی ثابت نہیں ہوسکتے''

(ملفوظات محدث کشمیری، ص۱۷۹)

تقویۃ الایمان کے چند عقائد

اب ہم آپ کے سامنے **مشتے نمونہ از خروارے** کے تحت اس تقویۃ الایمان کتاب سے چند ایسے عقائد پیش کررہاہوں جو خود دیوبندیوں ہی کے عقیدے کے خلاف ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۔ اسمعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی"

(تقویۃ الایمان، ص ۱۱)

اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے تصرف کی قدرت کا عقیدہ رکھنا تقویۃ الایمان کی رو سے شرک ہے۔ جیسا کہ اسمعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"قدرت تصرف کی ثابت کرنی سوا ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے"

(تقویۃ الایمان، ص ۱۲)

بقول اسماعیل دہلوی خواہ وہ نبی ہو یا ولی ہو، یا جن شیطان یا بھوت پری، جس کے متعلق یہ عقیدہ رکھے گا وہ مشرک ہو جائے گا۔ اب دوسرا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

عقیدہ نمبر ۲۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں بزرگ میرے دل کی بات جان لیتے ہیں تو وہ مشرک ہو جائے گا۔ جیسا کہ اسمعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے" (تقویۃ الایمان، ص ۱۴)

یہ عقائد شاہ ولی اللہ دہلوی کے خلاف ہیں

اب ان دونوں عقیدے کے خلاف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

"اولیاء اللہ میں جو بزرگ اس صفت احسان کا مظہر بنتا ہے اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ لوگوں میں اس کی رفعت شان کا عام چرچا ہو جاتا ہے۔ خلقت اس کی طرف کھینچتی چلی آتی ہے۔ ہر شخص اس بزرگ کی تعریف کرتا ہے۔"

(مجموعہ رسائل شاہ ولی اللہ، جلد اول، ص ۳۵)

پھر آگے لکھتے ہیں:

> "غرضیکہ یہ بزرگ کشف و اشراف کے ذریعے لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کر لیتا ہے۔ اور اللہ تعالی کی مدد و قوت سے دنیا کے عام معمولات میں تصرف کرتا ہے۔"(مجموعہ رسائل شاہ ولی اللہ، جلد اول، ص ۳۵)

قارئین کرام! غور کیجیے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تو بزرگان دین کے بارے میں یہ ہے لیکن اس کے بر عکس اسماعیل دہلوی ایسے عقائد کو شرک کہتا ہے تو علماء دیوبند کے اصولوں سے اسمعیل دہلوی کے مطابق تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مشرک قرار پاتے ہیں۔

اب بقول گنگوہی کہ گنگوہی خاندان شاہ ولی اللہ میں بیعت تھا اور ان کا شاگرد تھا تو دہلوی کے مطابق شاہ ولی اللہ مشرک، تو گنگوہی بھی مشرک ٹھہرا۔ جناب علماء دیوبند یہ تمہارے ہی اصولوں سے تمہارا کفر و شرک ہے، اب حوصلہ و صبر رکھنا۔ اور اگر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات درست ہیں تو اسماعیل دہلوی خواہ مخواہ مسلمانوں کو کافر و مشرک کہہ کر خود ان فتووں کا علماء دیوبند کے اصولوں سے مستحق ٹھہرا۔

اب فیصلہ دیوبندیوں کو کرنا ہے کہ دونوں میں سے کس کو حق پر مانتے ہیں؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو یا اپنے امام الوہابیہ جناب اسمعیل دہلوی کو؟

اللہ کے سوا کسی اور کو مالک ٹھہرانا

عقیدہ نمبر ۳۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کو مالک ٹھہرانا بھی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک شرک ہے۔ چنانچہ اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان، ص ۱۲)

کیا یہی عقیدہ دیوبندیوں کا بھی ہے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ دیوبندیوں کے شیخ الہند جناب محمود حسن صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ جل شانہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں کے مالک ہیں، خواہ وہ جمادات ہوں، یا حیوانات، انسان ہوں، یا غیر انسان سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مملوک ہیں۔" (ادلۂ کاملہ، ص ۱۵۱)

اور اس کے چند سطر قبل لکھ چکے ہیں کہ:

"آپ اصل ہی سے اللہ تعالیٰ کے بعد سب چیزوں کے مالک ہیں"

(ادلۂ کاملہ، ص ۱۵۱)

قارئین کرام! عمیر قاسمی دیوبندی نے تقویۃ الایمان کی عبارت کے بارمیں لکھا کہ:

"اس میں تفصیل ہے اور تفصیل یہ ہے کہ مالک کے دو معنی ہیں ایک مالک حقیقی اور ایک مالک مجازی، مالک حقیقی یہ صرف اللہ رب العزت کا خاصہ ہے اور مالک مجازی یہ عام ہے سب اس میں شامل ہیں" (فضل خداوندی، ۱۱۸)

یعنی عمیر قاسمی دیوبندی اینڈ کمپنی کے مطابق اللہ تبارک و تعالیٰ حقیقی مالک ہے اور اس کی عطا سے "حضور ﷺ تمام کائنات کے "مجازی" مالک ہیں"

واضح رہے کہ عمیر قاسمی دیوبندی کی اس کتاب "فضل خداوندی" پر ہند و پاک کے بڑے بڑے نام نہاد مناظرین و محققین علماء دیوبند کی تقریظات موجود ہیں۔ لہذا علماء دیوبند کے اصولوں سے یہ ان سب دیوبندیوں کا عقیدہ ہوا اور یہ سب کے سب اسماعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک قرار پاتے ہیں۔

مزید تفصیل دیکھنی ہو تو حضرت علامہ مفتی اختر رضا مصباحی صاحب حفظہ اللہ کی کتاب نصرت خداوندی دیکھیں۔

اب دیوبندی اپنی تحریروں کے مطابق غور کریں اور بتائیں کہ حق پر کون؟ اسماعیل دہلوی یا تمہارا شیخ الہند و قاسمی اینڈ کمپنی؟ نیز دیوبندی ذریت واضح کریں کہ وہ کس عقیدے پر ہیں؟

زبان سنبھال کر بولو

عقیدہ نمبر ۴۔ اسماعیل دہلوی نے جب دیکھا کہ لوگ بزرگانِ دین سے بے حد محبت کرتے ہیں، تو اس کے استیصال کے لیے اس نے اپنی کتاب میں یہ عقیدہ لکھ مارا:

"کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو" (تقویۃ الایمان، ص ۸۵)

یعنی بزرگوں کی جب تعریف کرنی ہو تو بشر کی طرح کرو بلکہ اس میں بھی کمی کر کے کرو۔ حالانکہ خود اسماعیل دہلوی اپنے اس عقیدے پر قائم نہیں تھا۔ وہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"اس کمترین پر خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، اور سب سے بڑی نعمت ہادیِ زمانہ مرشدِ یگانہ حضرت سید احمد صاحب کی محفلِ ہدایت منزل میں حاضر ہونا ہے۔"

(صراط مستقیم، ص ۳)

نیز دیوبندیوں کا بھی عقیدہ اس کے خلاف ہی ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے مولویوں کی تعریف میں غلو کرتے ہیں، چنانچہ عاشق الٰہی دیوبندی اپنے ممدوح رشید احمد گنگوہی کا تعارف یوں پیش کرتے ہیں:

"قطب العالم قدوۃ العلماء غوث الاعظم اسوۃ الفقہاء جامع الفضایل والفواضل العلیہ مستجمع الصفات والخصایل البہیۃ السنیہ حامی دین مبین مجدد زمان وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب گنگوہی"

جب اپنے مولویوں کی تعریف کرنی ہو تو ان دیوبندیوں کی زبان ایک گز لمبی ہو جاتی ہے اور قلم خوب چلتا ہے، لیکن جونہی بزرگانِ دین اسلام کی تعریف کی بات ہوتی ہے تو صاف لکھ دیتے ہیں کہ ان کی تعریف بشر کی سی کرو بلکہ اس سے بھی کم کرو۔ اس مقام پر ہمارا دیوبندیوں سے مطالبہ ہے کہ وہ ہمارے کریم آقا ﷺ کے لیے ایسی چار سطروں میں تعظیمی کلمات اور القابات کے ساتھ نام مبارک لکھا ہوا "تقویۃ الایمان" سے نکال کر دیکھائیں، لیکن قیامت تک نہیں دیکھا سکتے۔ کیونکہ وہاں تو اسماعیل دہلوی نے بشر کی سی بلکہ اس میں بھی اختصار کرنے کا کہاہے۔ یہ ہے دیوبندیوں کا عین ایمان۔ معاذ اللہ جل جلالہ!

غیب کی بات

عقیدہ نمبر ۵۔ اسماعیل دہلوی نبی کریم ﷺ کے غیب کا انکار نہایت سختی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں:

"کسی انبیاء و اولیاء یا امام و شہیدوں کی جناب میں یہ ہر گز عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر ﷺ کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے" (تقویۃ الایمان، ص ۳۴)

اور پھر واضح الفاظ میں بتا دیا کہ:

"غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں"

(تقویۃ الایمان، ص ۳۵)

حالانکہ مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی صاحب، اپنے حکیم الامت جناب اشرفعلی تھانوی صاحب کی کتاب "حفظ الایمان" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم ﷺ کو علم غیب با عطائے الٰہی حاصل ہے" (توضیح البیان، ص ۵)

اور دیوبندیوں کے امام اہلِ سنت جناب سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے لیے بعض علوم غیبیہ کا عطا ہونا مسلم حقیقت ہے اور کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں" (تنقید متین، ص ۱۶۲)

اور اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں:

”اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے“(حفظ الایمان، ص ۱۵)

محترم قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جناب اسماعیل دہلوی نے حضرات انبیاء واولیاء وشہید بلکہ حضور ﷺ کے لیے بھی غیب کی بات جاننے کا انکار کر دیا، لیکن مرتضیٰ حسن چاندپوری دیوبندی حضور اقدس ﷺ کے لیے بعطائے الٰہی غیب کا علم جاننا تسلیم کیا، اور سرفراز گکھڑوی نے بھی تسلیم کیا ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا کہ

”کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں“

لیکن جناب اشرفعلی تھانوی نے تو ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) بلکہ جمیع (تمام) حیوانات و بہائم (چوپائے) بھی غیب کا علم رکھتے ہیں یہ لکھا ہے۔ اب دیوبندی خود فیصلہ کریں کہ اشرفعلی تھانوی، مرتضیٰ حسن چاندپوری اور سرفراز گکھڑوی صحیح کہہ رہے ہیں یا اسماعیل دہلوی؟ اگر اسماعیل دہلوی صحیح کہہ رہے ہیں تو مذکورہ تینوں کی تحریروں کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ تینوں ٹھیک ہیں تو اسماعیل دہلوی پر کیا حکم عائد ہو گا؟ کیا وہ مسلمان نہیں؟

دیوبندی تاویل ”علم غیب لغوی“ کا رد

محترم قارئین کرام! یہاں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ علماء دیوبند بڑی چالاکی سے یہاں علم غیب پر یہ تاویل کرتے ہیں کہ:

”یہاں حفظ الایمان توضیح البیان وغیرہ میں لغوی علم غیب مراد ہے“

(فضل دیوبندی: ص ۱۱۷)

علماء دیوبند نے یہاں علم غیب لغوی کی تقسیم کر دی لیکن انہی کے نام نہاد مناظر ابو ایوب دیوبندی علم غیب کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

> "امام محمد نے ذاتی وعطائی کا فرق بھی نہیں کیا تو جتنے بھی فقہاء نے تکفیر کی ہے ان میں سے کوئی بھی ذاتی عطائی کا فرق نہیں کرتا، جب بہت سے فقہاء تکفیر کرتے ہیں اور کسی بھی قسم کی تاویل ان کے لئے نہیں کرتے تو آج بھی تحفظِ دین کی خاطر تاویل کے بجائے تکفیر کی جائے"(دست و گریبان: چہارم:۱۵۴)

اسی طرح دیوخانی مفتی ندیم (وساجد دیوبندی) نے لکھا ہے کہ:

> "دوسرا حوالہ میرے پاس بحر الرائق کا ہے ذمہ دار فقیہ ہے (ان کی عبارت پیش کر کے دیوبندی نے تبصرہ کیا: از ناقل) مولوی صاحب غور سے سنیں نہ یہ جزی نہ عطائی کی تقسیم کرتا ہے مطلق مخلوق کے لئے علم غیب ثابت کرنے کو کفر کہہ رہا ہے"(روئیداد مناظرہ سوات بر علم غیب ص۶۱)

توخود علماء دیوبند کے ان حوالوں سے علم غیب میں کسی قسم کا فرق نہیں کیا جا سکتا بلکہ اللہ تبارک وتعالی کے علاوہ کسی کے لئے بھی، کسی بھی قسم کا علم غیب مانا جائے خواہ وہ عطائی ہو یا لغوی یا جزی اسی طرح کسی بھی قسم کی کوئی اور تقسیم کرنا علماء دیوبند کے نزدیک ہر گز قابل قبول نہیں۔ بلکہ بقول دیوبندی دست و گریبان کے تحفظِ دین کی خاطر تاویل (فرق یا تقسیم) کی بجائے آپ کے دیوبندی اکابرین کی تکفیر کی جائے گی۔ نیز آپ کی لغوی علم غیب کی تاویل پر بھی ان علماء دیوبند کے مطابق تکفیر ہی کی جائے گی۔ تو اب علماء دیوبند خواہ کوئی بھی تقسیم کریں شرک کے فتووں سے ہر گز نہیں بچ سکتے۔ یہ سب کچھ علماء دیوبند کے اپنے ہی اصولوں اور تحریروں سے ہے۔

تقویۃ الایمان کے گستاخانہ عقائد

اس عنوان کے تحت "تقویۃ الایمان" سے ان کے عقائد کو قارئین کے روبرو کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ بانی دین دیوبندیت جناب رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"اس میں آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کے سوا کچھ نہیں"

(باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ، ۱۲۲)

صاف دعویٰ کر رہے ہیں کہ تقویۃ الایمان کتاب میں قرآن پاک کی آیات اور صحیح احادیث کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو دیوبندی علماء بتائے کہ درج ذیل عبارات، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں کہاں ہیں؟

عقیدہ نمبر ۱۔ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"

(تقویۃ الایمان، ص ۲۰)

اس عقیدے کے مطابق اگر آپ کسی دیوبندی کو اس کے کسی مولوی کے بارے میں کہہ دیں کہ وہ تو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ پھر دیکھیں ان کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔ نیز اس گستاخانہ عقیدہ پر خود دیوبندی کا کیا تاثر ہے ملاحظہ فرمائیں۔

تقویۃ الایمان میں گستاخیاں، دیوبندی اقرار

ابو عکاشہ رحمن دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ شاہ اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں فصل اول فی الاجتناب من الاشراک کے ذیل میں لکھا ہے:

مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے اس عبارت پر غور فرمائیے۔ میرے نزدیک یہ سو فیصدی صحیح ہے، لیکن کیا اس کا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیاء و صحابہ تو ایک طرف رہے تمام انبیاء و رسول اور خاتم النبیین ﷺ بھی اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں؟ کیسا خطرناک انداز بیان ہے، کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں۔" (تاریخ کے قاتل، ص۶۳۸)

عقیدہ نمبر ۲۔ "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں" (تقویۃ الایمان، ص۷۴)

یعنی ذرہ ناچیز کی جو حیثیت ہے اللہ کے نزدیک، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کی اس سے بھی کم تر ہے۔ (نعوذ باللہ)

عقیدہ نمبر ۳۔ "سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویۃ الایمان، ص۷۷)

نعوذ باللہ! کیا انبیاء و رسول علیہم الصلوۃ والسلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے؟ ان کے اپنے مولویوں کے چاہنے سے کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔

عقیدہ نمبر ۴۔ "غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر" (تقویۃ الایمان، ص۷۷)

استغفر اللہ! قبر اور اسکی کیفیت، حشر، میزان، جنت، جہنم وغیرہ بلکہ خود ذاتِ باری تعالیٰ یہ سب غیب نہیں تو کیا ہے؟ کیا ان سب کی خبر رسول اللہ ﷺ کو نہیں؟

عقیدہ نمبر۵۔ حضور ﷺ سے منسوب کر کے لکھتے ہیں:

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"(تقویۃ الایمان، ص۸۱)

ویسے تو یہ بات دیوبندیوں کو بری نہیں لگتی ہے۔ لیکن ان کے کسی فوت شدہ مولوی کے بارے میں یہی الفاظ استعمال کر کے کہیں کہ رشید احمد گنگوہی یا اسماعیل دہلوی مر کر مٹی میں مل گئے۔ تو دیوبندی آپے سے باہر آجائیں گے۔ لیکن حضور ﷺ کے بارے میں ایسا کہنے اور لکھنے میں ان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نعوذ باللہ!

عقیدہ نمبر۶: اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے اگر چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے"(تقویۃ الایمان، ص۴۱)

انہی عقائد پہ اکتفا کیا جاتا ہے، کیونکہ علماء اہلسنت کی بے شمار کتابیں اس پر موجود ہیں۔ مزید تحقیق کے لیے انہی کی طرف رجوع کیجیے بالخصوص استاد العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی اقبال سعیدی رضوی صاحب کی کتاب "**عزت رسول ﷺ**" کا مطالعہ کیجیے۔ یہ کتاب پی ڈی ایف فارمیٹ میں نیٹ پر موجود ہے۔ تاہم ان عبارات سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہو چکا ہو گا کہ اسماعیل دہلوی محبوبانِ خدا خصوصاً رسولِ کریم ﷺ کی شان میں کیسے رکیک الفاظ استعمال کیے۔

موہم تحقیر الفاظ کہنے والا کافر ہے

ذہن نشین رہے کہ دین دیوبندیت کے بانی جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کے مطابق حضور اکرم ﷺ کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو "موہم تحقیر" ہوں، کفر ہے۔ جیساکہ حسین احمد ٹانڈوی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

> "حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے" (الشہاب الثاقب، ص۲۳۶)

لہٰذا تقویۃ الایمان کے منقولہ بالا عبارات والفاظ کو بغور دیکھیں کیا وہ موہم تحقیر الفاظ نہیں ہیں؟

تقویۃ الایمان کا انکار کرنے والے دیوبندی بے غیرت

اسماعیل دہلوی کی انہی خباثتوں کی وجہ سے بعض علماء دیوبند اس کتاب کے دفاع سے عاجز آکر اس سے اسماعیل دہلوی کی نسبت ہی کو مشکوک ٹھہراتے ہیں بلکہ بعض تو صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اور اس کتاب کو غیر معتبر کہہ کر یا اس کا انکار کر کے دیوبندی علماء اپنے ہی اصولوں سے بے غیرت و بے حیاء قرار پاتے ہیں کیونکہ خود علماء دیوبند نے لکھا ہے کہ:

> "جب بچنے کا کوئی چھٹکارا نہیں ہوتا تو بجائے شرمندہ اور سر تسلیم کرنے کے بے غیرت اور بے حیا لوگوں کی طرح اپنے باپ دادا اور جید... [دیوبندی] علما و اکابرین کا انکار کر دیتے ہیں، شاید ہماری ایسی تحریر دیکھ کر... [دیوبندی] علما بجائے شرمندہ اور ماننے کے بے غیرت اور بے حیا لوگوں کی طرح کئی بڑے بڑے علما و اکابرین کا انکار کر دیں، تو ناظرین تب آپ کو ان... [دیوبندی] علما کی علمیت کا اندازہ ہو جائے گا" (دست و گریبان: جلد ا ص ۱۳، ۱۲)

محترم قارئین! آیئے چند حوالے اس تعلق سے بھی ملاحظہ کر لیجیے۔ چنانچہ قاضی شمس الدین دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"تقویۃ الایمان حضرت شاہ اسماعیل کی تصنیف ہی نہیں"

(غلغلہ بر زلزلہ، ص۱۷)

یہی صاحب لکھتے ہیں:

"اسی طرح قیوم زماں حضرت مولانا ابو اسعد احمد خان صاحب نقشبندی مجددی نے کتاب "تحفۂ سعدیہ" طبع لاہور میں مضبوط دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ "تقویۃ الایمان" حضرت شاہ شہید کی تصنیف نہیں ہے"

(غلغلہ بر زلزلہ، ص۱۹)

نیز دینِ دیوبندیت کے "امیر شریعت" جناب عطاء اللہ بخاری کے حوالے سے یہی صاحب عجیب بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور لکھتے ہیں:

"اگر عبقات اور منصب امامت حضرت شاہ شہید کی تصانیف ہیں تو پھر تقویۃ الایمان آپ کی تصنیف نہیں ہو سکتی اگر تقویۃ الایمان ان کی ہی تصنیف ہے تو پھر عبقات اور منصب امامت کی نسبت مرحوم کی طرف غلط ہو گی"

(غلغلہ بر زلزلہ، ص:۱۹، ۲۰)

دیکھ رہے ہیں "تقویۃ الایمان" کی غلاظت وخباثت کا اثر، کہ اس کتاب کی نسبت کو ہی اسماعیل دہلوی کی طرف درست تسلیم نہیں کرتے، اور اگر کوئی اسے اسماعیل دہلوی ہی کی کتاب قرار دیتے ہیں تو ان کی

دو کتاب ”عبقات“ اور ”منصب امامت“ کو ان کی تصنیف ہونے کو غلط ٹھہرا رہے ہیں۔ مگر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا بھی دبی زبان سے اعتراف کرتے ہوئے یہی دیو بندی لکھتے ہیں:

”فقیر شمس الدین کی بھی رائے ہے کہ تقویۃ الایمان کی بعض رکیک عبارتیں حضرت شاہ شہید جیسے صاحب نسبت بزرگ کے شایان شان نہیں“

(غلغلہ بر زلزلہ، ص ۲۰)

یعنی اس نے اقرار کر لیا کہ اس فتنہ خیز کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی بعض عبارتیں رکیک ہیں۔ انور کشمیری صاحب کے حوالے سے احمد رضا بجنوری دیو بندی صاحب لکھتے ہیں:

”ہمارے شیخ الاسلام حضرت مدنی کی تحقیق میں اس کتاب کی نسبت حضرت شہید کی طرف صحیح نہیں ہے (مکتوبات مدنی، ص ۲۰۵، جلد ۲) اور ہم بھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ ان کی تالیف نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں کئی جگہ ایسے کلمات ملتے ہیں جو حضرت شہید ایسے محقق و متبحر عالم کے لیے شایان شان نہیں تھے“ (انوار الباری، جلد ۱۳، ص ۳۹۲)

لیجیے! انور شاہ کشمیری صاحب نے بھی اظہار کر دیا کہ کئی جگہ ایسے کلمات ملتے ہیں جو ”محقق و متبحر عالم“ کے شایان شان نہیں ہیں۔ جناب! وہ کلمات وہی گستاخانہ عبارات ہیں جن کو ہم سنی سالوں سے چیخ چیخ کر بتا رہے ہیں لیکن وہابی دیو بندی محض اپنے مولوی اسمعیل دہلوی کو بچانے کے لیے ناکام دفاع کرتے رہے ہیں، لیکن الحمد للہ عزوجل! اب خود علماء دیو بند نے تسلیم کر لیا کہ اس کی عبارات میں سخت الفاظ، تیز الفاظ، رکیک عبارتیں ہیں۔ جن میں سے چند آپ نے بھی اسی کتاب میں ملاحظہ فرمالیا ہے۔

تقویۃ الایمان اسمعیل دہلوی ہی کی کتاب ہے

قارئین کرام! جیسا کہ ہم پہلے علماء دیوبند کے حوالے پیش کر چکے کہ اپنے اصولوں سے دیوبندی علماء اپنی اس کتاب تقویۃ الایمان کو غیر معتبر اور اس کا انکار کر کے بے غیرت و بے شرم ثابت ہو گئے۔

پھر اس انکار کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسمعیل دہلوی صاحب نے اپنے افتاد طبع سے ایسے ایسے گستاخانہ الفاظ و کلمات کا اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" میں استعمال کیا ہے کہ دفاع کرنا دیوبندیوں کے لیے لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہیں، جس سے عاجز آکر یہ حربہ استعمال کرتے ہیں کہ اس فتنہ پرور کتاب کو اسمعیل دہلوی کی کتاب ہی نہیں مانتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔

لیکن کیا واقعی یہ کتاب اسمعیل دہلوی کی نہیں ہے؟ اس کا جواب ہے کہ یہ کتاب اسمعیل دہلوی ہی کی ہے۔ جس پر ڈھیروں حوالے ہیں جنہیں یہاں نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ تاہم دو حوالے نقل کیے جا رہے ہیں۔ چنانچہ خود اسمعیل دہلوی صاحب کا قول ہے:

"میں نے یہ کتاب لکھی ہے"

(ارواحِ ثلاثہ، حکایت نمبر ۵۹، ص ۶۷)

جب خود اسمعیل دہلوی کہہ رہے ہیں کہ تقویۃ الایمان کتاب میں نے لکھی ہے۔ تو پھر دوسرے دیوبندی علماء کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کا انکار کرے؟ ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ "دینِ دیوبندیت" کے بانی، جناب رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"تقویۃ الایمان جناب مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید کی ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۹۲)

گزشتہ سطور پہ تو کئی علماء دیوبند نے اس کتاب کو اسمعیل دہلوی کی کتاب ہونے سے انکار کیا ہے، مگر رشید احمد گنگوہی تو ان سب کے خلاف اسمعیل دہلوی ہی کی کتاب بتایا ہے۔ تو اب یہ فیصلہ کیسے ہو کہ حق پر کون ہے؟ اس بارے میں رشید احمد گنگوہی صاحب کا کھلا اعلان ہے:

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے"

(تذکرۃ الرشید، دوم، ص ۱۷)

اب ممکن ہے اسمعیل دہلوی کی جان بچانے کے لیے کوئی دیوبندی کہے کہ ایک طرف متعدد علماء دیوبند اور دوسری جانب تنہا رشید احمد گنگوہی صاحب ہیں۔ لہذا فیصلہ تو اکثریت کی طرف ہو گا۔ ایسے عقل مند دیوبندیوں کا منہ بند کرنے کے لیے خود جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کہتے ہیں:

"اگر کسی مسئلہ میں پوری دنیا میرے خلاف ہو جائے تب بھی انشاء اللہ حق میری ہی طرف ہو گا" (جمال ہم نشیں، ص ۲۱۲)

لہذا ناقابلِ تردید حوالے سے ثابت ہو گیا کہ فتنہ انگیز کتاب "تقویۃ الایمان" درحقیقت اسمعیل دہلوی صاحب ہی کی کتاب ہے۔ جس کا انکار کرنا حقائق کو جھٹلانے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

تقویۃ الایمان کی منحوسیت کا اعتراف

اس کتاب میں کی گئی انہی خرافات اور گستاخیوں کی بنا پر خود اسمعیل دہلوی کو بھی اس بات کا یقین تھا کہ اس کی اشاعت سے مسلمانوں میں شورش ہو گی، آپس میں لڑائی جھگڑے ہوں گے۔ جیسا کہ ان کا قول دیوبندی حضرات نقل کرتے ہیں کہ اسمعیل دہلوی نے علماء کے درمیان اس بات کا اظہار بھی کیا:

"میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے"

(ارواحِ ثلاثہ، حکایت نمبر ۵۸، ص ۶۷)

اور ان تیز الفاظ اور تشدد کی وجہ سے جو ہو گا اس کے بارے میں کہتے ہیں:

"ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے اس کتاب کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی"

(ارواحِ ثلاثہ، حکایت نمبر ۵۸، ص ۶۷)

اسمعیل دہلوی کا یقین دیکھیں، کہتے ہیں کہ اس سے "شورش ضرور ہو گی"۔ لیکن یہ کہہ کر اپنے آپ کو اور ہمنواؤں کو خاموش کر دیتے ہیں:

"گو شورش ہو گی مگر توقع ہے لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے"

(ارواحِ ثلاثہ، حکایت نمبر ۵۸، ص ۶۷)

قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کتاب "تقویۃ الایمان" کی اشاعت کے بعد جیسا اسمعیل دہلوی کو یقین تھا، ٹھیک ویسا ہی ہوا۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہی ہوا۔ یعنی اس کتاب کی اشاعت کے بعد اختلاف کی ایسی بھیانک نتائج سامنے آئے کہ الامان الحفیظ۔ ہم پہلے علماء دیوبند کے حوالے پیش کر چکے (آگے بھی حوالے پیش ہوں گے) کہ اس کتاب کی وجہ سے امت مسلمہ دو حصوں میں بٹ گئی، خود دہلوی و تھانوی کے مطابق اس کتاب سے امت مسلمہ میں شورش ہوئی اور امت آپس میں لڑی۔ لیکن اس کتاب کی وجہ سے امت میں لڑائی اب بھی جاری و ساری ہے۔

تقویۃ الایمان سے تمام علماء میں ہلچل

جب اس کتاب کی اشاعت ہوئی تو کیا کچھ نہیں ہوا، اختلافات ہوئیں، بحث و مباحثہ کی محفلیں گرم ہوئیں، لوگوں میں بے چینی و بدامنی پھیلی، جلسوں میں اس کے تعلق سے باتیں ہوئیں۔ وغیرہ وغیرہ

شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگرد کہتے ہیں:

"جب تقویۃ الایمان شائع ہو کر اُلدھن میں آئی ہے تو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا کچھ لوگ مخالف ہو گئے اور کچھ موافق اور آپس میں بحث و مباحثہ اور گفتگو کرنے لگے" (ارواحِ ثلاثہ، حکایت نمبر ۶۱، ص۶۸)

اسی طرح شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے دیگر شاگردوں کے مابین بھی اس کتاب کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے۔ جیسا کہ ابو الکلام آزاد صاحب کہتے ہیں:

"مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے، شاہ عبد العزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا، تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔"

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۵۶)

اور اولاً تو اسماعیل دہلوی اور ان کے رفیق عبد الحی کو سمجھایا، اور حق سے آگاہ کیا مگر ان دونوں کی عقل و شعور پر ضد اور ہٹ دھرمی کے پردے پڑ چکے تھے۔ جس کی بنا پر انہوں نے حق سمجھنے اور قبول کرنے سے انکار دیا، پھر ان کی تردید کی گئی۔ جیسا کہ ابو الکلام آزاد کہتے ہیں:

"انھوں نے ابتدا میں مولانا اسماعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد، مولانا عبد الحیؒ کو بہت کچھ فہمائش کی، اور ہر طرح سمجھایا، لیکن جب ناکامی ہوئی، تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے" (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۵۶)

اس وقت کے علماء میں جو ہلچل پڑی، اور بحث و مباحثہ اور اس کتاب کی تردید کے علاوہ مناظرے بھی ہوئے۔ مگر فتنہ فساد کے خوگر اسماعیل دہلوی اپنے عقائدِ باطلہ سے باز نہیں آئے۔ ابو الکلام آزاد کہتے ہیں:

"ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی، متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۸ھ مشہور مباحثۂ جامع مسجد کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا، پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔"

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۵۶)

بحث کن مسائل میں تھی؟

قارئین کو یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ تمام علماء ایک طرف اور صرف اسمٰعیل دہلوی اور ان کا رفیق دوسری طرف تھے، مگر بحث کس معاملے میں تھی؟ ابوالکلام آزاد کہتے ہیں:

"بحث ان تمام مسائل پر تھی، جو تقویۃ الایمان کی وجہ سے چھڑ گئے تھے، مثلا امتناع نظیر خاتم النبیین، حقیقت بدعت، شہداء و قبور و اموات سے استغاثہ و استمداد، رفع الیدین، حقیقت شرک، توصل الی غیر اللہ، ما اھل لغیر اللہ میں تسمیہ کا اعتبار عند الذبح یا اہلال؟" (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۵۶)

نیز لکھتے ہیں:

"لیکن واقعہ یہ ہے کہ مباحثہ بالکل بے نتیجہ تھا، کیونکہ فریقین میں صرف مسائل ہی میں نزع نہ تھی بلکہ اصول و مبادیات میں بھی بون شلع تھا۔"

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۵۶)

اب اس مناظرے و مباحثے کی کیفیت بھی ملاحظہ کرلیں، ابوالکلام آزاد کہتے ہیں:

”مولانا منور الدین اور ان کی جماعت جابجا استناد و استشہاد و باز علماء کی کتابوں، شاہ عبد العزیز کے خاندان کے طرز عمل، اور مختلف مکاتب و ملفوظات سے کرتے تھے اور اسے دلیل و حجت سمجھتے تھے۔ مولانا اسماعیل صرف قرآن و حدیث سے سند مانگتے تھے۔ ظاہر ہے ایسی حالت میں نتیجہ محال تھا۔“

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۵۶)

اور ”صرف قرآن و حدیث“ کو ماننے والے کون لوگ ہوتے ہیں؟ ابو بلال جھنگوی دیوبندی غیر مقلد کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ہم قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ شقہ نہیں مانتے۔ ہمارا جو بھی مسئلہ ہو ہم ڈائریکٹ قرآن و حدیث سے لیتے ہیں۔“ (تحفۂ اہلحدیث، اول، ص ۲)

یہی وجہ ہے کہ اسماعیل دہلوی کو جس طرح دیوبندی اپنا اکابر مانتے ہیں، بالکل اسی طرح غیر مقلدین بھی مانتے ہیں۔ دراصل یہ دونوں وہابی ایک ہی سکے کے دو مختلف پہلو ہیں۔

صرف قرآن و حدیث سے سند مانگنا

محمود عالم صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

”صرف کسی حدیث سے ثابت ہو جانے سے مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، دیکھیے جن آیات سے قادیانی وغیرہ استدلال کرتے ہیں ان آیات کے ثبوت میں ذرہ بھر شک نہیں۔ دلالت کی بحث میں سب سے بڑا اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ مذکور مسئلہ کا حکم واضح ہو جائے کہ فرض ہے یا سنت ہے، مستحب ہے یا مباح

ہے، مکروہ تنزیہی ہے یا مکروہ تحریمی یا حرام۔ آپ کو یہ احکام مکمل طور پر فقہ میں ملیں گے۔"(انوارات صفدر، ص ۱۰۳)

لیکن اسماعیل دہلوی کو سند چاہیے تو بس قرآن و حدیث سے، اور کہیں سے نہیں۔ جو کتنا صحیح ہے آپ حضرات پر واضح ہو چکا ہے۔

اسمعیل دہلوی اپنے اکابر سے برگشتہ ہو گئے

ابو الکلام آزاد صاحب کہتے ہیں:

"مولانا منور الدین نے اس مباحثے کا حال خود قلم بند کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تمام دلائل ختم ہو گئے تو ان کی طرف سے یہ دلیل پیش کی گئی کہ شاہ عبد العزیز پنج شنبہ کو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد الرحیم کے مزارات پر جاتے اور توصل استغاثہ کرتے ہیں، اور تم لوگ بھی ان کے ساتھ وہاں حاضر رہتے تھے، لیکن مولانا عبد الحئ نے جب جواب دیا کہ دلیل، قران و حدیث سے ہونا چاہیے نہ کہ زید و عمرو کے افعال سے، تو اسے شاہ صاحب کی توہین پر محمول کیا گیا۔ مجلس میں شور اٹھا کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں اور استادوں سے بھی برگشتہ ہو گئے ہیں۔"(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص ۵۷)

اور علماء نے تقویۃ الایمان کے علاوہ اسماعیل دہلوی کی دیگر کتابوں کا بھی خوب رد کیا اور کتابیں لکھیں، اور اسماعیل دہلوی کے عقائد کو ان ہی کے خاندان اور اساتذہ کے خلاف ثابت کیا۔ جیسا کہ ابو الکلام آزاد صاحب کہتے ہیں:

"ایک رسالہ اس باب میں ہے کہ مولانا اسماعیل شہید کے عقائد کا رد خود انہی کے خاندان اور اساتذہ کی کتب سے کیا جائے، چنانچہ اس میں ہر مسئلے کے رد میں شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالقادر، اور شاہ رفیع الدین کے اقوال سے اپنے نزدیک رد کیاہے۔" (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص۵۸)

جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اسماعیل دہلوی اپنے خاندان و اساتذہ کے عقائد سے ہٹ کر ان کے خلاف عقائد اس کتاب میں درج کیے ہیں۔ جیساکہ راقم الحروف نے بھی چند عبارات کو ان کے خاندان اور دیوبندیوں کے عقائد سے متضاد و متصادم ثابت کر دیاہے۔

حنفی المسلک کو دو گروہ میں بانٹ دیا

انور شاہ کشمیری جو دیوبندیوں کے محدث کشمیری ہیں، وہ اس کتاب "تقویۃ الایمان" کے بارے میں صاف کہتے ہیں:

"تقویۃ الایمان سے زیادہ راضی نہیں ہوں"

(ملفوظات محدث کشمیری، ص۱۷۸)

مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"میں اس لیے راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت سے جھگڑے ہو گئے ہیں" (ملفوظات محدث کشمیری،۱۷۸)

اور یہ جھگڑے کن لوگوں کے درمیان ہوئے، یہ بتاتے ہوئے یہی کشمیری صاحب کہتے ہیں:

"اس کتاب کی وجہ سے مسلمانانِ ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں وہ دو گروہ میں بٹ گئے"

(انوار الباری، جلد ۱۳، ص ۳۹۲، حاشیہ)

معلوم ہوا کہ یہ کتاب "تقویۃ الایمان" ایسی منحوس کتاب ہے جس نے ہندوستان و پاکستان کے حنفی المسلک مسلمانوں کو "دو گروہ" میں بانٹ دیا۔ نیز مسلمانوں کو بانٹنے کا یہ کام کوئی باہمی رضامندی اور پیار محبت سے نہیں ہوا بلکہ مسلمانوں میں اس کتاب نے اختلافات کی کبھی سرد نہ پڑنے والی آگ لگائی، اور یہ اختلافات اس قدر خوفناک ہیں کہ جن کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ جیسا کہ خود دیوبندیوں کے محدث کشمیری جناب انور شاہ کہتے ہیں:

"ایسے اختلافات کی نظیر وبنائے اسلام کے کسی خطہ میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔"

(انوار الباری، جلد ۱۳، ص ۳۹۲، حاشیہ)

امت مسلمہ کو دو فرقوں میں تقسیم کرنے والا اسماعیل دہلوی

قارئین کرام! یہاں ایک اور وضاحت کر دوں کہ بعض دیوبندی کمالِ بے غیرتی سے امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر امت میں تفریق کا الزام لگاتے ہیں اور ثبوت میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خان صاحب پچاس سال مسلسل اسی جد وجہد میں منہمک رہے، یہاں تک کہ مستقل دو مکتبہ فکر قائم ہو گئے، بریلوی اور دیوبندی یا وہابی!"

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی، ص۸)

حالانکہ پیچھے آپ نے ملاحظہ فرمایا، اور آگے بھی مزید ملاحظہ فرمائیں گے کہ تفریق و تقسیم کس نے کی، کیوں کی اور کیسے کی؟ اسماعیل دہلوی نے کی۔ اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ سے سالوں قبل اسماعیل دہلوی کی وجہ سے امت مسلمہ دو فرقوں میں تقسیم ہوئی اور مسلمانوں کے درمیان آپس میں لڑائی جھگڑے شروع ہوئے، اسمعیل دہلوی نے امت مسلمہ میں فتنے وفسادات برپا کیے، امت کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ اور یہ لڑائی جھگڑے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سالوں پہلے اسمعیل دہلوی کی وجہ سے ہوئے۔ لہذا امت مسلمہ کو دو گروہوں میں تقسیم کرنے والا امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی ہے۔

قارئین کرام! یہ اس وقت کی بات ہے جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ لہذا ذرا سی عقل و سمجھ والا شخص بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت بھی ''سنی اور وہابی'' جھگڑے تھے جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی، اور ہندوستان میں وہابی فسادات و تفرقہ کے بانی اسماعیل دہلوی ہی تھے۔ اس ضمن میں حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان مصباحی مجددی صاحب حفظہ اللہ کی یہ تحریر قابلِ ذکر ہے۔ جسے آپ حضرات کی سہولت کے لیے یہاں نقل کی جارہی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں:

''وہابی حضرات جھوٹ بولتے ہوئے اکثر کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں دو فرقے احمد رضا خان صاحب کی وجہ سے قائم ہوئے لیکن جس شخص میں ذرا سی بھی عقل ہوگی وہ کبھی وہابیوں کی یہ بات نہیں مانے گا۔ کیونکہ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1272ھ (1856 عیسوی) میں ہوئی۔ اور امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صاحب 1194ھ میں پیدا ہوئے، اور 1246ھ کو پٹھانوں کے ہاتھوں بالا کوٹ میں قتل ہوئے۔

یعنی امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے تقریباً 26 سال پہلے مسلمانوں کو دو فرقوں میں تقسیم کر کے مر کر مٹی میں مل چکے تھے۔ لہذا پتہ چلا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے ہی اسماعیل دہلوی نے برصغیر پاک و ہند میں وھابی مذہب کی بنیاد قائم کی اور امت مسلمہ میں فرقہ وہابیہ کا بدترین فساد برپا کیا اور بزبان وہابیہ ایک خدا، ایک نبی، ایک کعبہ اور ایک قرآن کے ماننے والوں کو دو گروہ میں تقسیم کیا۔"

(قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی، جلد اول، ص ۱۹۰)

لہذا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعلق تفریق و تقسیم کی بات کرنا خلافِ واقعہ اور خلافِ عقل بھی ہے، جیسا کہ واضح ہو چکا ہے۔

اشرفعلی تھانوی اور تقویۃ الایمان

"**تحقیق بعض کلمات تقویۃ الایمان**" کے زیر عنوان اشرفعلی تھانوی صاحب سے سوال اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ میں درج ہے موقع محل کی مناسبت سے اس کو بھی قارئین ملاحظہ فرما ہی لیں:

"**سوال** (۳۳۳) وہابی کی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ کل مومن اخوۃ یعنی آپس میں سب مومن مسلمان بھائی ہیں، اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہیں جیسے چمار چوڑھے، تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں کہ بھائی کہنا درست ہے کہ نہیں، اور چمار چوہڑے کے بارے میں بھی لکھنا ضرور بالضرور تاکیداً لکھا جاتا ہے، کیونکہ یہاں سب مومن مسلمان بھائی ہیں، نفاق پڑا ہے کیونکہ وہابی لوگ کہتے ہیں کہ کہنا درست ہے، اور حضرت کو بڑا بھائی کہتے ہیں اور

سب جماعت کہتی ہیں کہ کہنا درست نہیں، لہذا براہ مہربانی اس خط کا جواب بہت جلد لکھیے فقط۔" (امداد الفتاویٰ، جلد ۵، ص ۳۸۹)

سوال پر غور فرمائیں! لکھا ہے کہ

- ❖ -وہابی کی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے
- ❖ -خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہیں جیسے چمار چوڑ
- ❖ -بھائی کہنا درست ہے کہ
- ❖ -چوہڑے چمار کے بارے میں بھی لکھنا ضرور بالضرور
- ❖ -وہابی لوگ کہتے ہیں کہ (یہ سب) کہنا درست ہے

ان پانچ باتوں کا جواب دیوبندیوں کے حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی صاحب نے کیا دیا؟ اب اسے بھی دیکھ لیں:

الجواب۔ تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہو گئے، تو اس زمانے کی جہالت کا علاج تھا، جس طرح قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کو الہ ماننے والوں کے مقابلہ میں **قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم** الخ فرمایا ہے، لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں ہے جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھ میں آسکتا ہے، لیکن اب جو بازوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بے شک بے ادبی اور گستاخی ہے، اگر متنازعین میں انصاف ہو گا، تو ان سطروں سے باہم فیصلہ کر لیں گے، جس کا خلاصہ یہ ہو گا کہ تقویۃ الایمان والوں کو برا بھی نہ کہا جائے اور تقویۃ الایمان کے ان الفاظ کا استعمال بھی نہ کیا جاوے گا، فقط" (امداد الفتاویٰ، جلد ۵، ص ۳۸۹)

جناب اشر فعلی تھانوی صاحب نے پانچوں سوالات کے جوابات ہضم کر لیے، اور یہ نصیحت کر کے اصل معاملہ کو رفع دفع کر دیا کہ

"تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہو گئے، تو اس زمانے کی جہالت کا علاج تھا"

لیکن دیوبندیوں کے شیخ الاسلام جناب حسین احمد ٹانڈوی صاحب اپنے ہی ایک متشدد مولوی کو نصیحت کرتے ہیں:

"مولانا! آپ کے تشدد کی وجہ سے آپ کی مخالفت بھی عام ہو گئی اور امت میں بھی تفریق پڑ گئی حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام نے سامری کی صریح بچھڑا پرستی پر وقتی طور پر ان کو نہ روکا اور حضرت موسی علیہ السلام جب ناراض ہوئے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے عذر بیان کیا کہ:

اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

تو وقتی طور پر نبی نے قطعی شرک کو برداشت کر لیا اور بے فائدہ امت کی تفریق اور سر پھٹول کو برداشت نہ کیا۔" (ضربِ شمشیر، ص ۴۴)

لیکن افسوس! یہ بات آج تک علماء دیوبند کو سمجھ میں نہ آئی، اور اسمعیل دہلوی کے بوئے ہوئے تخمِ تفریق کی آب پاشی کر کے ان کا نہ صرف دفع کرتے ہیں بلکہ اس منحوس کتاب تقویۃ الایمان کی تشہیر میں کوشاں ہیں۔

تقویۃ الایمان کیوں لکھی گئی؟

جی ہاں! اب سوال یہ بھی اٹھتا ہے کہ آخر اس کتاب کو کس مقصد کے تحت لکھا گیا؟ اس کا سیدھا اور صاف جواب ہے مسلمانوں کو باہم لڑوانے کے لیے۔ کیونکہ اوپر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ کتاب لکھنے

والے کو یقین بھی تھا کہ اس کی اشاعت سے مسلمانوں میں لڑائی ہوگی، لیکن لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔ نیز یہی بات دیوبندیوں کے قاضی شمس الدین صاحب نے اپنی کتاب میں لکھی ہے:

"انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول پیدا کرنے کے لیے کسی کم علم دیہاتی مولوی سے گنواری اردو میں یہ کتاب لکھوائی، کتاب کی اردو بیحد گھسیاری قسم کی ہے جسے عام اردو دان بھی سمجھ سکتا ہے" (غلغلہ بر زلزلہ، ص۱۸)

اس تحریر سے یہ تین باتیں معلوم ہوئیں:

پہلی یہ کہ تقویۃ الایمان کتاب انگریزوں نے لکھوائی، جس کا مقصد مسلمانوں میں لڑائی جھگڑے کو پیدا کرنا تھا۔ تاکہ مسلمان آپس میں لڑ جھگڑ کر نپٹ جائیں۔ اور ہوا بھی یہی کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمان دو گروہ میں نپٹ گئے۔ جیساکہ انور کشمیری نے گواہی دی ہے۔

دوسری یہ کہ یہ کتاب کسی کم علم دیہاتی مولوی نے لکھی ہے۔ اور وہ مولوی کون ہے؟ اسماعیل دہلوی۔

تیسری یہ کہ اس کتاب کی اردو گنواری اور بے حد گھسیاری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ جس کا جی چاہے آج بھی اس کتاب کو دیکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے۔

انگریز کا مقصد کیا تھا؟

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ انگریز ہمارے ملک ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کرکے اپنی حکومت کو مضبوط بنانے کے لیے باشندگانِ ہند بالخصوص مسلمانوں کو آپس میں لڑوا کر انہیں کمزور کرنے کی بھرپور کوششیں کرتا رہا۔ اسی کوشش کا ایک جز ہے یہ کتاب "تقویۃ الایمان"۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت جناب اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

"انگریزوں کا مقصد ہندوستان میں الحاد، بے دینی، نفاق و افتراق پھیلانا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانا تھا" (معارف حجۃ الاسلام، ص ۱۰)

اور ان سارے کاموں کے لیے اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کی خدمت میں تقویۃ الایمان لکھ کر اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کی پریشانی دور کر دی۔

تقویۃ الایمان کا انگریزی میں ترجمہ

راقم الحروف کی اوپر درج باتوں کو ممکن ہے معاندانہ سوچ کہہ کر قارئین یا خود دیوبندی حضرات نظر انداز کر دیں۔ مگر حقائق سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ "تقویۃ الایمان" کتاب انگریز نے مسلمانوں میں سر پھٹول پیدا کرنے کے لیے لکھوائی۔ کس سے؟ اسماعیل دہلوی سے۔ کیونکہ "ارواحِ ثلاثہ" کا حوالہ گزر چکا جس میں وہ خود کہتا ہے کہ یہ کتاب میں نے لکھی ہے۔ اب اس کتاب سے چونکہ فائدہ انگریزوں کو حاصل ہونے والا ہے، اس لیے انگریزوں نے دیکھا کہ یہ کتاب تو اردو زبان میں ہے، جس کو صرف اردو پڑھنے والے مسلمان ہی پڑھ پائیں گے۔ جس سے لڑیں گے بھڑیں گے بھی، تو صرف اردو پڑھنے والے۔ لیکن کالج سے جڑے ہوئے وہ مسلمان جو اردو نہیں جانتے وہ تو اس سے مستثنیٰ رہیں گے۔ جس سے خاطر خواہ فائدہ انگریزی حکومت کو نہیں مل سکتی ہے۔ نیز اپنے بڑے عہدیدار انگریزوں کو بھی دکھانا تھا کہ کیسی کتاب لکھوائی گئی ہے۔ لہٰذا انگریزوں نے اپنی اس پسندیدہ کتاب "تقویۃ الایمان" کا انگریزی میں ترجمہ کروا کر دور دور تک پھیلا دیا۔ چنانچہ دیوبندیوں کے قاضی شمس الدین صاحب اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پھر ۱۸۵۲ء میں انگریزوں نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن سے "تقویۃ الایمان" کا انگریزی میں ترجمہ کروا کر اسے دور دراز تک پھیلایا"

(غلغلہ برزلزلہ، ص۱۸)

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ کسی کی مذہبی وعقائد کی کتاب کو انگریزوں نے لندن میں ترجمہ کیوں کروایا؟ اس سے اس کا کیا فائدہ؟ مسلمانوں کی دیگر کتابیں مثلاً قرآن کریم احادیثِ مبارکہ اور فقہ کی دیگر مقبول و مشہور کتابیں چھوڑ کر انگریزوں کو تقویۃ الایمان ہی میں ایسا کیا خاص نظر آیا کہ اس کا ترجمہ لنڈن میں کروا کر دور دراز تک پھیلانے کا کام کیا؟ کیا کسی کتاب کا ترجمہ مفت میں ہو جاتا ہے؟ کیا کتاب کی چھپائی میں روپے نہیں لگتے ہیں؟ یقیناً لگتے ہیں۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر دیوبندیوں کے اس عقائد کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے ترجمہ کرنے اور چھپوانے میں نیز دور دراز تک پھیلانے میں جو روپے انگریزوں کے خرچ ہوئے، انگریزوں نے بلاوجہ یہ روپے کیوں خرچ کیے؟ میرا خیال ہے آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ سب ایسے ہی نہیں ہو رہے تھے بلکہ اس کے پیچھے انگریزوں کی گندی چال تھی۔ وہ یہ کہ اس کتاب میں چونکہ دین وعقائد کے نام پر جو گند اسماعیل دہلوی نے پھیلائے ہیں اس کا سیدھا فائدہ انگریزوں کو پہنچے گا۔ اس لیے انگریزوں نے اپنے فائدے کے کام میں غیر معمولی دلچسپی دکھائی۔

عربی لغت میں تقویۃ الایمان کا تذکرہ

تقویۃ الایمان کی تشہیر اردو اور انگریزی میں کر لینے کے بعد انگریزوں کی نظر عربی دان طبقہ پر گئی۔ اور اس طبقے کو بھی انتشار و افتراق کی راہ ہموار کر کے دینے کے لیے انہوں نے ایک مضبوط قدم اٹھایا، اور عربی لغت میں "تقویۃ الایمان" کا ذکر چھاپ دیا، تاکہ اس لغت کے ذریعہ سے اس کتاب تک باقی

مسلمان بھی پہنچ کر اختلاف و افتراق کے شکار ہو جائیں۔ جیساکہ دیوبندیوں کے قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

"پھر مشرق وسطی کے عیسائیوں نے اس کتاب کی شہرت کو چار دانگ عالم میں پہنچانے کے لیے مشہور عربی لغت "المنجد" طبع بیروت میں اس کتاب کا تذکرہ شائع کیااور لکھاکہ

"اثبات توحید اور تردید شرک میں مولانا اسماعیل بن عبد الغنی دہلوی نے بڑا کام کیااور "تقویۃ الایمان" نامی کتاب بھی لکھی" (غلغلہ بر زلزلہ، ص۱۸)

انگریزوں کی اس گندی چال پر خود قاضی شمس الدین دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"ملاحظہ ہو کہ خاندان ولی اللہی کے اکابر اور ان کی تصنیفات کو نظر انداز کر کے شاہ اسماعیل شہید اور تقویۃ الایمان کا تذکرہ عیسائیوں نے ضروری سمجھا"

(غلغلہ بر زلزلہ، ص۱۸)

واقعی یہ بات قابلِ غور ہے۔ خاندان ولی اللہی کی دیگر تصانیف کو نظر انداز کر کے تقویۃ الایمان ہی پر انگریز اتنے مہربان کیوں تھے؟

تاکہ انگریز سکون سے حکومت کریں

اس فتنہ خیز کتاب "تقویۃ الایمان" کو انگریزوں نے چار دانگ عالم میں کیوں پہنچایا؟ اس کے متعلق خود یہی قاضی شمس الدین دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"انگریزوں نے اس کتاب کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا، تاکہ مسلمان اپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ اپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کریں" (غلغلہ بر زلزلہ، ص۱۹)

یہی وجہ تھی کہ "تقویۃ الایمان" کی تشہیر میں انگریزوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ نیز اس کتاب کو جلد سے جلد ہندوستان بھر میں پہنچا کر اختلاف و انتشار کی آگ لگا کر مسلمانوں کو بانٹنے اور کمزور کرنے کے لیے باضابطہ اس کتاب کو مفت میں لوگوں میں تقسیم کیا۔

تقویۃ الایمان مفت میں تقسیم کیا

جیسا کہ دیوبندیوں کے قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

"انگریزوں نے اس کتاب کو ہندوستان میں مفت بانٹا"

(غلغلہ بر زلزلہ، ص۱۹)

نیز لکھتے ہیں:

"پروفیسر سید شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے اپنے ایک مکتوب میں پروفیسر خالد بزمی کو لکھا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان بغیر قیمت کے تقسیم کی" (غلغلہ بر زلزلہ، ص۲۱)

المختصر یہ کہ ان اقتباسات و حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ دیوبندیوں کے عقائد کی کتاب "تقویۃ الایمان" انگریزی حکومت کی حمایت میں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اسماعیل دہلوی نے لکھی ہے۔ جس کی تشہیر کے لیے انگریزوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی، اور اسے بالکل مفت میں تقسیم کیا

تاکہ فتنہ خیزی میں غربت آڑے نہ آئے۔ اور ہر طرف ملک میں فساد کی آگ پھیل جائے، تاکہ مسلمان لڑ بھڑ کر گروہوں میں تقسیم ہو کر اپنے وجود کو دن بدن کمزور کرلیں۔ اور انگریز سکون سے ہندوستان پر حکومت کرتے رہیں۔

نوٹ: دیوبندیوں کی انگریز پرستی پر تفصیلی معلومات کے لیے راقم الحروف کی کتاب "**جنگ آزادی میں علماء دیوبند کا کردار**" سے مراجعت فرمائیں۔

محترم قارئین کرام! افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس فتنہ پرور کتاب تقویۃ الایمان کی آتش فشانی ہنوز جاری ہے، کیونکہ اس کتاب کو آج بھی وہابیوں کے دو گروہوں نے جن میں سے ایک مقلد وہابی یعنی دیوبندی ہیں اور دوسرا غیر مقلد وہابی ہے ان دونوں نے اس کتاب کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہے۔ اور یہ دونوں آج بھی اس کتاب کی اشاعت میں غیر معمولی دلچسپی رکھتے ہیں، اور ان دونوں گروہوں کے علماء اس کتاب کا دفاع بھی کرنے پر کوشاں ہیں۔ کیونکہ بغیر فتنہ فساد کے ان دونوں وہابی گروہوں کو سکون نہیں ملتا ہے۔ ان دونوں کی وہابیت سے متعلق معلومات کے لیے راقم الحروف کا رسالہ "**داستانِ وہابیت**" ملاحظہ فرمائیں۔

بابِ دوم

المہند علی المفند کی فتنہ خیزی

محترم قارئین کرام!

دیوبندیوں کے عقائد کی دوسری کتاب ہے "المہند علی المفند" جو فتنہ خیزی کے معاملے میں اسمٰعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" سے کم نہیں ہے۔ اور جس طرح تقویۃ الایمان نے حنفی المسلک مسلمانوں کو دو گروہ میں تقسیم کر دیا، بالکل اسی طرح خلیل احمد سہارنپوری کی اس کتاب نے "دینِ دیوبندیت" کو دو گروہ میں بانٹ دیا۔ ایک گروہ کو "حیاتی دیوبندی" جبکہ دوسرے گروہ کو "مماتی دیوبندی" کہتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ دونوں گروہ باہم دست و گریباں ہیں، اور ایک دوسرے دیوبندت اور اہل سنت سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اور مماتی دیوبندی، اپنے دوسرے گروہ، حیاتی دیوبندیوں کو "بناسپتی دیوبندی" کانام دیتے ہیں۔ جیسا کہ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی لکھتے ہیں:

> "مماتی گروہ کا ایک بہت بڑا افراڈ یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو خالص دیوبندی کہلاتے ہیں اور ہمیں بناسپتی دیوبندی کہتے ہیں۔"

(ضرب المہند علی القول المسند، ص ۹۴)

مماتی دیوبندی حضرات اپنے حیاتی دیوبندیوں کو ”بناسپتی دیوبندی“ کے نام سے پکارتے اور لکھتے ہیں، اگر شک ہو تو دیوبندی امام سرفراز صاحب کی کتاب ”المسلک المنصور“ اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ انہوں نے کہا کہ:

”جناب نیلوی [دیوبندی مماتی] صاحب لکھتے ہیں

”یہ نام نہاد بناسپتی دیوبندی“

(ندائے حق ص ۱۵۶، المسلک المنصور ص ۲۳)

اسی طرح مماتی دیوبندی نیلوی صاحب اپنے حیاتی دیوبندیوں کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ

”زمانہ حال کے بناسپتی دیوبندی علماء“

[ندائے حق ص ۱۵۶، المسلک المنصور ص ۲۳]

مزید ایک جگہ لکھا کہ

”بناسپتی نام نہاد دیوبندیوں سے پوچھو“

[ندائے حق ص ۱۵۷، المسلک المنصور ص ۲۴]

اور ”بناسپتی“ کے یہی حوالہ جات ”تسکین الصدور“ صفحہ ۵۲ پر بھی موجود ہیں۔
شاید کہ عوام الناس کو لفظ ”بناسپتی“ کی سمجھ نہ آئی ہو اس لیے ہم عرض کر دیتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے گاؤں میں گائے یا بھینس کے دودھ سے بنا گھی جس کو ”اصلی دیسی گھی“ کہتے ہیں جبکہ دوسرا وہ گھی جو مارکیٹ میں ملتا ہے وہ مختلف فیکٹریوں میں بنتا ہے اور مختلف چیزوں کی ملاوٹ ہوتی ہے اس لیے اس کو ”بناسپتی“ گھی کہا جاتا ہے۔ بالکل سادہ لفظوں میں یہ سمجھیں کہ ایک ہے اصلی یا دیسی اور دوسرا ہے نقلی

یادو نمبر۔ اس لئے دیوبندی مماتی علماء نے اپنے دیوبندی حیاتیوں کو "بنا سپتی" کہا کیونکہ ان کے مطابق یہ اصلی دیوبندی نہیں، یا ان میں ملاوٹ ہے۔ وغیرہ، جبکہ مماتی دیوبندیوں کو یہ لوگ "معتزلہ" کہتے ہیں۔ حوالے آگے ملاحظہ کریں گے۔ ان شاء اللہ جَلَّ جَلالَہٗ

دیوبندی دین کے بانی نانوتوی و گنگوہی

اس سے قبل کہ ہم اصل مبحث کی طرف بڑھیں، ضروری ہے کہ قارئین پہلے دیوبندیت کو سمجھ لیں۔ تاکہ آگے چل کر جب دیوبندیت دو ٹکڑوں میں بٹ جائے تو دونوں کو دو مختلف ناموں سے جاننے اور سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری نہ آئے۔ حالانکہ راقم الحروف نے اپنے اس سے قبل کے رسالوں میں دیوبندیت کا اجمالی تعارف پیش کر دیا ہے۔ مگر چونکہ یہاں ضرورت در پیش ہے، لہذا مجبوراً اعادہ کرنا پڑ رہا ہے۔ زکریا کاندھلوی دیوبندی صاحب نے کہا ہے:

> "ہمارے اکابر حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو، اب قاسم و رشید پیدا ہونے سے رہے، بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ" (صحبتے با اولیاء، ص ۱۲۵)

اسی "دینِ دیوبندیت" کو دیوبندی علماء کبھی "دیوبندیت" کے نام سے تو کبھی "مسلک علماء دیوبند" کے نام سے مشہور کرتے ہیں تاکہ یہ بات لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے کہ دیوبندیت دراصل رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کا قائم کردہ نیا "دین" ہے۔ اس پر ہنوز اور بھی متعدد حوالے ہیں تاہم ان سے صرفِ نظر کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ تقی عثمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"مسلک علماء دیوبند در حقیقت فکر و عمل کے اس طریقے کا نام تھا جو دار العلوم دیوبند کے بانیوں اور اس کے مستند اکابر نے اپنے مشائخ سے سند متصل کے ساتھ حاصل کیا تھا"(پنج پیری حضرات یعنی مماتی ٹولہ دیوبندی نہیں، ص۲۳)

اور پھر بانی "دینِ دیوبندیت" جناب رشید احمد گنگوہی صاحب نے اعلان کر دیا کہ

"اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"

(تذکرۃ الرشید، دوم، ص۱۷)

اس لیے علماء دیوبند نے پوری جانفشانی کے ساتھ صرف رشید احمد گنگوہی کے ہی اتباع پر آمادہ نہیں کیا بلکہ اپنے دیگر مولویوں کی بھی اتباع بنام "اکابر دیوبند" کی اتباع کے لیے لوگوں کو شدت کے ساتھ تیار کرنا لازمی سمجھا، چنانچہ ایک دیوبندی لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ الحدیث (زکریا کاندھلوی) نے یہ بھی لکھا ہے یہ ناکارہ ان اکابر کا بالکل متبع ہے"(عقیدہ حیات الانبیاء اور قائدین ملت، ص۲۷)

اور عبد القیوم حقانی دیوبندی صاحب لکھتے کہتے ہیں:

"میں تو اس وقت بھی شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی تقلید کو بھی اپنے لیے راہ نجات اور وسیلۂ سعادت سمجھتا ہوں"

(نوازشات، ص۲۰۲،۲۰۳)

ایک دیوبندی لکھتے ہیں:

"حضرت حکیم العصر انتہائی پختہ مزاج رکھتے ہیں۔ طلباء کو اکابر دیوبند کی مکمل اتباع کا درس ہی نہیں بلکہ مکمل مزاج بناتے ہیں"

(مجلہ قافلہ حق سرگودھا، جلد ۲، شمارہ ۴، ص ۴۹)

اور کوئی اس سے روگردانی کی جرأت نہ کر سکے اس لیے یہ بھی اعلان کر دیا کہ:

"جو اکابر دیوبند کے نقش قدم پر نہ چلے وہ مسلک دیوبند سے ہٹا ہوا ہے"

(مسلک دیوبند کسی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، ص ۳۹)

یہاں تک قارئین نے دیوبندیت کا پس منظر سمجھ لیا ہو گا۔ اب ایک اور تحریر ملاحظہ فرمائیں، دیوبندیوں کے مفتی محمد سردار صاحب لکھتے ہیں:

" **المہند علی المفند** مسلک دیوبند کی سرکاری ترجمان ہے جس کا تسلیم کرنا دیوبندیت اور جس سے انحراف مسلک دیوبند سے گریز ہے۔"

(پنج پیری حضرات یعنی مماتی ٹولہ دیوبندی نہیں، ص ۸۴)

علماء دیوبند کے اصول سے "المہند" قرآن ہے

مخالفین حضرات کو الزامی طور پر یہ بھی کہتے ہیں کہ جناب آپ کے اپنے اصولوں سے المہند کو آپ دیوبندی قرآن کا درجہ دیتے ہو وہ آیات جو قرآن کے بارے میں ہیں ان کو المہند کے بارے میں۔ پیش کرتے ہو جیسے اللہ عزوجل نے قرآن پاک کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

"اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ۔ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ"

(پارہ30 الطارق: آیت13,14)

لیکن دیوبندی علماء نے یہی آیت اپنی کتاب المہند پر فٹ کی اور لکھا کہ:

"انہ لقول فصل و ماھو بالھزل" بے شک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں

(المہند: تقریظ مولوی حکیم مصطفی: ص ۱۱۹)

قرآن پاک میں ہے کہ

"اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِمَنۡ کَانَ لَہٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَ ھُوَ شَھِیۡدٌ"

بیشک اس (قرآن) میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو

(پارہ26 سورۃ ق:37)

لیکن علماء دیوبند نے یہی آیت اپنی کتاب "المہند" کے بارے میں پیش کرتے ہوئے لکھا کہ:

"ان فی ذلك لمن کان له قلب او القی السمع وھو شھید"

(المہند: تقریظ سراج احمد ص ۱۱۹)

اسی طرح علماء دیوبند کی اسی کتاب المہند میں اسی کے بارے میں ہے کہ:

"ھو الحق الذی لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه عند جمیع المحققین"

(المہند: تقریظ: محمد علی بن حسین احمد مالکی: ص ۱۳۰)

یہ بھی دیوبندی اصول سے المہند کو قرآن کی طرح کہنا ہے کیونکہ یہ خط کشیدہ الفاظ قرآن کے بارے میں پارہ24 میں اس طرح ہیں:

''لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ''

(پارہ 24 حم السجدہ:42)

تو علماء دیوبند کے اصولوں کے مطابق ان کی کتاب ''المہند'' قرآن کا درجہ رکھتی ہے۔

ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ رشید و قاسم نے جو ''دین'' قائم کیا اس پر چلنے والے، اور دیوبندی اکابر کی اتباع کرنے والے ہی ''دیوبندی'' ہیں، اور جو ان سے اختلاف کرے یا ان کے نقش قدم سے انحراف کرے، نیز جو ''المہند علی المفند'' نامی کتاب کو تسلیم کرے وہی دیوبندی ہے۔ بس یہیں سے دیوبندیت دو ٹکڑوں میں بٹ کر ایک حیاتی جو ''اشاعت التوحید و السنۃ'' کے نام سے جماعت جو اس تفریق سے پہلے ہی بنائی گئی تھی اسی نام سے اپنی پہچان قائم کرتے ہیں۔ مگر المہند علی المفند نامی کتاب کو تسلیم کرنے والے دیوبندی ان کو ''مماتی'' یا ''پنج پیری'' اور ''معتزلہ'' کہتے ہیں۔ جبکہ مماتی ٹولہ المہند والوں کو ''بناسپتی دیوبندی'' یا ''اتحادی گروہ'' کہتے ہیں۔ یہاں ایک بات اور یاد رکھیں کہ یہ دونوں (حیاتی ، مماتی) گروہ، رشید و قاسم وغیرہ اکابر علماء دیوبند کو اپنے اپنے گروہ کے اکابر باور کرتے ہیں۔ یعنی باوجود جدا ہو جانے کے دونوں فریق ''اکابر علماء دیوبند'' ہی کی اتباع کرتے ہیں۔ اور دونوں اپنی اپنی کتابوں میں ان اکابر علماء دیوبند کی تحاریر و فتاویٰ جات کو اپنی تائید میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ تاہم یہ دونوں ایک دوسرے کو دیوبندیت سے خارج اور خود کو پکا دیوبندی ثابت کرنے سے بھی کسی طور گریزاں نہیں ہیں۔

حیاتی اور مماتی میں دیوبندیت کی جنگ

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ حیاتی و مماتی دونوں ہی ایک دوسرے کو دیوبندیت بلکہ اپنی مزعومہ اہل سنت والجماعت سے خارج کر کے محض خود کو اصلی دیوبندی اور اہل سنت قرار دیتے ہیں۔ **مشتے نمونہ از**

خروارے کے تحت چند حوالے حیاتی و مماتی (دونوں) کے نقل کیے جاتے ہیں تاکہ ان کے جنگ و جدال کی نوعیت کا اندازہ قارئین بحسن وخوبی کر سکیں۔ حیاتی ٹولہ کے محمد عثمان شاہ جو دیوبندیوں کے شیخ الحدیث ہیں، وہ مماتی ٹولہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اشاعت التوحید و السنۃ والے نہ دیوبندی ہیں اور نہ اہل السنت والجماعت میں داخل ہیں" (پنج پیری حضرات یعنی مماتی ٹولہ دیوبندی نہیں، ص ۱۲)

ایک اور حیاتی ٹولہ کے مولوی، مماتی ٹولہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ فتنہ ضال مضل، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا بدعتی فرقہ ہے، اہل سنت والجماعت سے بدعتی خارج مانا جائے گا اور اس فتنہ کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے"

(خوشبو والا عقیدہ حیات النبی، ص ۶۸)

بلکہ قاضی زاہد الحسینی کے بیٹے جناب قاضی ارشد الحسینی حیاتی دیوبندی اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

"دورِ حاضر کے معتزلہ (مماتیوں) نے"

"اس کا انکار کرتے ہوئے جدید معتزلہ (مماتی) لکھتے ہیں"

(خوشبو والا عقیدہ حیات النبی، ص ۴۰)

جبکہ دیوبندیت کے دوسرے گروہ "مماتی ٹولہ" کے مولوی کتاب کے تقریظ میں لکھتے ہیں:

"اشاعت التوحید و السنۃ کے معتزلہ ہونے کا فتویٰ لگانے والوں پر فاضل مؤلف نے اہل السنت والجماعت کے صحیح عقائد پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اگر اہل

السنت والجماعت کی حقیقی مصداق ہے تو یہی جماعت ہے، اور مخالفین کے پاس سوائے جھوٹی فتویٰ بازی کے اور کچھ نہیں"

(المسلک المنصور فی احوال من فی القبور، ص۹)

اسی کتاب میں دوسرے مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"میں حیران ہوں کہ یہ لوگ عقائد بریلویوں والے رکھ کر اپنے آپ کو دیوبندی کیسے کہلواتے ہیں؟ اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ والوں کو دیوبندیوں سے خارج اور معتزلہ کس منہ سے کہتے ہیں.... شرم ان کو مگر نہیں آتی!"

(المسلک المنصور فی احوال من فی القبور، ص۱۱)

دراصل حقیقت بھی یہی ہے کہ "حیاتی" جسے مماتی ٹولہ "بناسپتی دیوبندی" کہتے ہیں وہ بقول خود ہم اہلسنت وجماعت (بریلوی) کے بالکل قریب آچکے ہیں۔ تفصیل کے لیے راقم الحروف کا رسالہ "**دیوبندیت کے بدلتے رنگ**" ملاحظہ فرمائیں۔

حیاتی مماتی میں حق پہ کون؟

یوں تو پورا "دینِ دیوبندیت" ہی باطل ہے، مگر دیوبندی اپنے زعم باطل میں خود کو اہلِ حق سمجھتے اور لکھتے بھی ہیں۔ اس لیے کسی دیوبندی نے دار العلوم دیوبند آن لائن فتویٰ سائٹ پر سوال کیا کہ جناب! حیاتی اور مماتی فرقوں میں حق پہ کون ہے؟ تو اس کا جواب کیا ملا؟ سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

"**سوال:** جناب یہ دیوبند بھی کیا فرقوں میں تقسیم ہو گیا ہے حیاتی اور مماتی ان میں سے حق پہ کون ہے؟ ہمیں ان میں سے کس کو حق سمجھنا چاہئے؟

جواب نمبر:52643

بسم اللہ الرحمن الرحیم

FatwaID:1019-813/B=7/1435-U

دیوبندی عقیدے کے لوگ محض حیاتی ہوتے ہیں، اور مماتی حضرات حقیقت میں دیوبندی نہیں ہیں، وہ محض دیوبندی ہونے کا دعوی ہی دعوی کرتے ہیں، رہا اختلاف اور پارٹی بندی تو یہ ہر ایک جماعت میں پائی جاتی ہے، مختلف انواع کے اختلاف نے ہم مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے۔

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند"

لیجیے! دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے بھی یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ دیوبندی صرف حیاتی ہیں، مماتی دیوبندی نہیں ہیں۔ حالانکہ مماتی، حیاتی کو "بناسپتی دیوبندی" کہتے ہیں۔ جیساکہ گزشتہ سطور پر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ساتھ ہی دیوبندیت فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے، اس کا بھی خموشی سے اقرار کر لیا گیا ہے۔ اور یہ سب دیوبندیوں کے اصولوں کے مطابق آپس میں دست و گریبان ہیں، جیساکہ ابوایوب دیوبندی کی کتاب میں شامل اپنی تقریظ میں الیاس گھمن دیوبندی لکھتے ہیں:

"گمراہی کا پہلا زینہ اور اول سبب آپس کا وہ مذموم اختلاف ہے جو محض عدم تحقیق، خواہشات نفسانی اور ذاتی اغراض و مقاصد پر مبنی ہو۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے:

ماضل قوم بعد ھدی کانوا علیہ الا اوتوا الجدل۔

(جامع الترمذی: سورۃ الزخرف)

کہ قوم کوئی ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہو جاتا۔ اہل بدعت کا بھی آج یہی وطیرہ ہے۔ قرآن وسنت کے نور سے محروم، خود رائی کے نشے میں مست اور بدعات ورسومات کی دلدل میں پھنسے یہ حضرات کچھ ایسی ہی کشمکش میں سرگرداں ہیں۔ بعض اہل بدعت ایک عمل کو درست قرار دیتے ہیں تو دوسرے اسی کو غلط کہہ رہے ہیں۔ ایک مبتدع ایک بات کو عین حق کہہ رہا ہے تو دوسرا اس (کو) عین باطل سے تعبیر کرتا نظر آتا ہے، کوئی جائز کہتا ہے تو کوئی "گستاخی" گردانتا ہے، ایک کے فتوی سے دوسرا فاسق اور کسی کے فتوی سے کوئی دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتا ہے۔ باہمی دست وگریباں کا یہ عالم ہے کہ....... الامان والحفیظ۔"

(دست وگریبان، جلد اول، تقریظ)

اس فتنہ خیز کتاب کے نام پہ چیلنج اور دیوبندی دست وگریبان

محترم قارئین کرام! دراصل "حیاتی" اور "مماتی" کی تفریق کی آگ اسی فتنہ انگیز عقیدے کی کتاب نے لگائی ہے، جس کا "نام" اس کے سرورق پر ہی اس طرح لکھا ہوا ہے:

"المھند علی المفند یعنی عقائد علماء اہل سنت دیوبند"

حالانکہ اس نام پہ رشید و قاسم کے ماننے والے ہی کو اعتراض ہے۔ چنانچہ "دینِ دیوبندیت" کے ایک گروہ کا بندہ دوسرے گروہ سارے لوگوں کو چیلنج کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"محقق ٹمن (حیاتی دیوبندی) اگر آپ یا آپ کی جماعت عربی لغت کی کسی کتاب سے المہند علی المفند کا یہ معنی "عقائد علمائے اہل سنت دیوبند" بتادے تو ہم آپ کو ایک ایک حرف پر ایک ایک لاکھ انعام دیں گے اور اگر نہ دکھا سکیں تو خدارا کچھ تو شرم کرو لغت عربی اور کتب اکابرین کو اپنے مظالم کا تختہ مشق نہ بنائیں، تعجب ہے آپ لوگوں پر، کبھی تو آپ کتاب اللہ کی معنوی تحریف سے نہیں چوکتے اور کبھی مخلوق کی کتابوں کو اسرائیلی ذہن کے مطابق تحریف و تخریب کا نشانہ بناتے ہیں۔" (المسلک المنصور، ص۲۵۸)

اس چیلنج کو کیے برسوں ہو گئے مگر حیاتی دیوبندی خاموشی کی چادر اوڑھ کر چپ شاہ بنے بیٹھے ہیں۔ اور ہر حرف پر ایک ایک لاکھ کے انعام کا اعلان ہونے کے باوجود حیاتی دیوبندیوں کے گروہ میں شہر خموشاں جیسا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مماتی دیوبندی کے اس چیلنج کا جواب کسی حیاتی دیوبندی کے پاس موجود نہیں ہے۔ لیکن حال یا مستقبل میں اگر کسی دیوبندی نے ہمت و جرأت کا مظاہرہ کیا، اور المہند علی المفند" کا معنی "عقائد علمائے اہل سنت دیوبند" کسی عربی لغت سے بتادیا۔ تو ہم ایک اور کتاب ایسی ہی پیش کرتے ہیں اس کا بھی عربی کی کسی بھی لغت میں وہ معنی دکھا دے جو اس کتاب پر دیوبندیوں نے لکھا ہے۔ جس پر انعام ایک ایک حرف پر ایک ایک لاکھ تو نہیں دیا جائے گا، کیونکہ دیوبندیوں کی اتنی اوقات نہیں ہے۔ البتہ ایک ایک حرف پر دس دس روپے ضرور دیے جائیں گے۔ حالانکہ ان کی اتنی بھی اوقات نہیں ہے۔ اس کتاب کا نام ہے:

"ارواحِ ثلثہ یعنی حکایات اولیاء"

"ارواحِ ثلثہ" کے معنی "حکایات اولیاء" کس عربی لغت میں ہے، دیوبندی "المہند" کے معنی کے بعد اس کا بھی معنی ضرور بتادیں۔ مہلت قیامت تک ہے۔

المہند کے سوالات کس نے لکھے؟

"المہند" نامی یہ کتاب کب اور کیوں لکھی گئی؟ اس کے بارے میں جو کہانی اختراع کی گئی وہ بھی مضحکہ خیز اور مبنی بر کذب ہے۔ امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"۱۳۲۶ھ میں ایک آدمی ہندوستان سے مکہ مکرمہ پہنچا، مدینہ منورہ گیا اور اس نے جا کر وہاں کے لوگوں کو بتایا کہ ہمارے ملک میں ایک مدرسہ ہے جس کا نام دارالعلوم دیوبند ہے، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اقدس اپنے روضہ میں حیات نہیں۔ مکہ اور مدینہ کے علماء نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ان علماء نے سوالات لکھ کر دیوبند میں بھیج دیئے کہ ہم خود ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے چھبیس سوالات کیے"

(یادگار خطبات، ص۴۷/۴۸)

دوسرے دیوبندی لکھتے ہیں:

"خانصاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماء مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے؟" (المہند، ص۲۰)

ایک اور دیوبندی لکھتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خان صاحب کی کتاب حسام الحرمین شائع ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے علماء نے ۲۶ سوالات علماء دیوبند کو جواب کے لیے بھیجے"

(اکابر کا حقیقی مسلک و مشرب، ص۱۸۵)

منقولہ بالا تینوں عبارات میں یہ تین باتیں سب نے لکھی ہے **اول** یہ کہ "سوالات علماء مدینہ منورہ نے لکھ کر بھیجے" **دوم** یہ کہ "سوالات چھبیس تھے" **سوم** یہ کہ سوالات "علماء دیوبند کے پاس بھیجے" حالانکہ یہ تینوں باتیں سراسر جھوٹ ہیں۔ کیونکہ یہ سوالات مدینہ منورہ کے علماء تو دور کسی ایک عالم نے بھی نہیں لکھے۔ بلکہ خود دیوبندی مولوی نے لکھ کر بھیجے تھے۔ اور سوالات چھبیس نہیں بلکہ اٹھائیس تھے۔ نیز سوالات علماء دیوبند کے پاس نہیں، بلکہ خلیل احمد کے پاس بھیجے گئے تھے۔ جیسا کہ محمود حسن گنگوہی صاحب دیوبندی نے کہا ہے:

"اسی زمانہ میں مولانا حسین احمد مدنی بھی وہیں تھے حجاز مقدس میں انہوں نے اٹھائیس سوالات لکھ کر بھیجے سہارنپور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے پاس"(مسلک علمائے دیوبند اور حب رسول، ص۴۶)

اسی طرح دوسرے دیوبندی میاں محمد عمر فاروق صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ تبارک و تعالی شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی کی قبر کو منور فرمائے یہ وہاں اس وقت موجود تھے جب انہوں نے دیکھا کہ میرے اساتذہ پر کفر کا فتوی ہے اور ان کے عقائد حسام الحرمین کتاب میں آگئی ہے تو حضرت نے دیوبند ایک خط بھیجا کہ کیا آپ کے یہ عقائد و نظریات ہیں یا آپ پر تہمت لگائی گئی ہے"

(فرق باطلہ اور ان کا شرعی حکم، ص۴۶)

اس تحریر میں بھی اس کا اعتراف ہے کہ خط بھیج کر سوالات کرنے والا کوئی اور نہیں، بلکہ حسین احمد ٹانڈوی ہی ہے۔

ابوایوب دیوبندی کا فراڈ

جب علماء اہلسنت نے دیوبندی علماء کے اس جھوٹ کو پکڑ کر طشت از بام کیا، تو علماء دیوبند کی عقلیں حیران رہ گئیں کہ اتنی ہوشیاری کے باوجود جھوٹ پکڑ لیے گئے۔ ان کے پاس کوئی جواب ہوتا تو دیتے۔ لیکن شیطان نے اپنے ایک عزیزِ خاص کو پٹی پڑھائی اور اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کا ایک طریقہ سکھایا، جسے اس نے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا جان کر اپنی کتاب میں چھاپ دیا۔ آیئے دیکھتے ہیں المہند کے فراڈ کو کیسے فراڈ کر کے صحیح ثابت کرنے کی حماقت کی گئی ہے۔ چنانچہ ابوایوب دیوبندی لکھتے ہیں:

> ”حقیقت یہ تھی کہ جب حسام الحرمین کا قضیہ سامنے آیا تو اس وقت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب وہاں مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ احمد رضا خان کے الزامات سامنے آنے کے بعد علماء مدینہ نے حضرت مدنی سے رابطہ کیا اور ان سے سوالات کیے بعض نے سوالات زبانی کیے اور بعض نے لکھ کر حضرت مدنی کو دیے حضرت مدنی نے موقع پر ہی علماء مدینہ کی تسلی کروادی چونکہ احمد رضا خان نے علماء دیوبند کے خلاف وہاں پروپیگنڈہ خوب کیا تھا بھی تو بعض علماء مدینہ جن کی رسائی حضرت مدنی تک ہوگئی تھی وہ تو مطمئین ہوگئے پر نہ جانے ایسے کتنے علماء وعوام تھی جس تک احمد رضا خان کا پروپیگنڈہ پہنچا تھا اس پروپیگنڈے کو ختم کرنے اور علماء حرمین کی مزید تسلی کے لیے حضرت مدنی نے علماء حرمین کی طرف سے کیے جانے (والے) ان سوالات کو لکھ کر ہندوستان بھیج دیا۔

تو اب جن علماء نے لکھا کہ سوالات حضرت مدنی نے لکھے وہ بھی درست اور جن لوگوں نے لکھا کہ سوالات علماء حرمین نے لکھے وہ بھی درست ہیں کیونکہ علماء حرمین نے وہ سوالات لکھ کر حضرت مدنی کو ہی دیے تھے بعد میں حضرت مدنی نے وہ تمام سوالات جو زبانی کیے تھے یا لکھے ہوئے ملے تھے حضرت نے وہ ان تمام سوالات کو ہندوستان بھیج دیا۔"(المہند کی حقانیت، ص ۲۴)

قارئین کرام! اوپر متعدد علماء دیوبند کے اقتباسات کا موازنہ ابو ایوب دیوبندی کی تحریر سے کریں اور اس کا فراڈ ملاحظہ فرمائیں۔ نیز واضح رہے کہ ابو ایوب دیوبندی نے جو کچھ بھی لکھا ہے یہ اس کا اپنا اختراع ہے جس کو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر اس میں ذرہ برابر بھی سچائی ہوتی، تو وہ اپنی ان باتوں پہ حوالے درج کرتے کہ یہ باتیں کہاں سے ثابت ہوتی ہیں۔ مگر اختراعی باتوں کے لیے حوالے کہاں سے لائے؟ اور خود علماء دیوبند نے لکھا ہے کہ بغیر حوالے کے کوئی بات حجت و معتبر نہیں جیسا کہ دیوبندی نام نہاد مناظر ابو ایوب خود نے لکھا ہے کہ:

"کیونکہ کسی حوالہ کے بغیر تو یہ بات بے کار ہے"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۱۷)

لہذا جناب ابو ایوب دیوبندی کا یہ دعوی حوالے کے بغیر ہے اس لیے خود تمہارے اپنے ہی اصول سے بے کار ہے۔ یہ ہے دیوبندیوں کے نام نہاد مناظر جو بے کار اور فضول من گھڑت باتوں سے اپنے دیوبندیوں کا دجل و فریب چھپانا چاہتے ہیں۔

پہلا فراڈ: یہ کہ ابو ایوب دیوبندی نے لکھا کہ علماء مدینہ نے حسین احمد ٹانڈوی سے زبانی و تحریری سوالات کیے۔ اور اس نے موقع پر ہی ان کی تسلی کروادی۔ مگر یہ کب اور کہاں ہوا؟ حوالہ ندارد!

دوسرا فراڈ: ابو ایوب دیوبندی نے لکھا کہ حسین احمد ٹانڈوی سے علماء مدینہ نے زبانی و تحریری سوالات کیے۔ مگر آگے لکھا ہے کہ "علماء حرمین کی مزید تسلی کے لیے" اور "علماء حرمین کی طرف سے کیے جانے والے سوالات" حالانکہ "حرمین" کہتے ہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں کو۔ جبکہ اوپر منقولہ بالا عبارات دیکھ لیں، کہیں بھی مکہ مکرمہ کے علماء کا ذکر نہیں ہے۔

تیسرا فراڈ: جن دیوبندیوں نے لکھا کہ سوالات حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا وہ بھی درست اور جن دیوبندیوں نے لکھا کہ علماء حرمین نے لکھے وہ بھی درست ہیں۔

"کیونکہ علماء حرمین نے وہ سوالات لکھ کر حضرت مدنی کو ہی دیے تھے بعد میں حضرت مدنی نے وہ تمام سوالات جو زبانی کیے تھے یا لکھے ہوئے ملے تھے حضرت نے وہ ان تمام سوالات کو ہندوستان بھیج دیا۔" (المہند کی حقانیت، ص ۲۴)

جبکہ اوپر کے حوالوں میں دیکھ سکتے ہیں کہ کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ علماء مدینہ نے سوالات حسین احمد کو لکھ کر دیئے۔ بلکہ اوپر تین حوالوں میں صاف لکھا ہے کہ

"ان علماء نے سوالات لکھ کر دیوبند میں بھیج دیئے"

(یادگار خطبات)

"ان حضرات نے چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے"

(المہند)

"مدینہ منورہ کے علماء نے ۲۶ سوالات علماء دیوبند کو جواب کے لیے بھیجے"

(اکابر کا حقیقی مسلک و مشرب)

مزے کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں لکھا گیا ہے کہ میں نے علماء مدینہ کی تسلی کر دی ہے جیسا کہ ابو ایوب نے دعویٰ کیا ہے۔ نیز اس کے بعد والے دونوں منقولہ عبارات میں سے ایک میں حسین احمد کے لکھے ہوئے سوالات سہارنپور خلیل احمد کے پاس بھیجنے کا ذکر ہے جبکہ دوسرے میں دیوبند بھیجنے کا۔ المختصر یہ کہ ابو ایوب دیوبندی کو شیطان نے جو راہ دکھایا وہ مکمل فراڈ نکلا۔

المہند کے سوالات کتنے تھے؟

اوپر کی منقولہ بالا عبارات میں آپ نے سوالات کے تعلق سے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ کسی نے چھبیس سوالات بتائے تو کسی نے اٹھائیس۔ خود ابو ایوب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"ایک اعتراض بریلوی یہ کرتے ہیں کہ بعض علماء دیوبند نے المہند کے سوالات کی تعداد مختلف بیان کی ہے۔ کوئی ۲۵ کوئی ۲۶ کوئی ۲۷ کوئی ۲۸ کہتا ہے۔"

(المہند کی حقانیت، ص ۲۵)

اس کے جواب میں ابو ایوب دیوبندی نے لکھا ہے:

"پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ فقط کاتب کا کمپوزر کی غلطی یا تسامح ہے۔

چنانچہ تبسم بخاری لکھتا ہے

"نوٹ۔ کمپوزنگ کی غلطی مصنف کی غلطی شمار نہیں کی جائے گی۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس، ص ۲۲۲)" (المہند کی حقانیت، ص ۲۵)

حالانکہ نہ یہ کمپوزر کی غلطی ہے نہ مصنف کی غلطی بتائی جارہی ہے۔ بلکہ اس فتنہ خیز کتاب کے ساتھ جو فراڈ کیا گیا ہے اس کی نشاندہی کی جارہی ہے۔ اور بس۔

ابو ایوب دیوبندی کا پاگل پن

حسین احمد ٹانڈوی نے جو سوالات کئے تھے وہ کتنے تھے ؟ آپ جان چکے ہیں۔ لیکن دیوبندی علماء جب اس کی صحیح تعداد کی وضاحت سے عاجز آ گئے، تو لکھتے ہیں:

"معترض المہند کا کوئی ایک ایسا نسخہ پیش کرے جس میں سوالات کی تعداد مختلف ہو۔" (المہند کی حقانیت، ص۲۶)

جب کسی نے یہ دعویٰ کیا ہی نہیں کہ مختلف سوالات چھپے بھی ہیں تو ابو ایوب دیوبندی کے اس سوال کا کیا مطلب ؟ ہم نے تو وہی بتایا جو خود دیوبندی علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں چھاپ کر شائع کیے ہیں۔ یہ سوال تو اپنے انہی علماء سے ابو ایوب کو کرنا چاہیے تاکہ اور بھی راز سربستہ سامنے آئے۔

المہند کا گند اور تمام ذریتِ اوکاڑوی کو چیلنج

بلاشبہ یہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت اور آپ کی لاجواب کتاب "حسام الحرمین" کی حقانیت ہے کہ انہوں نے دیوبندیوں کے جس عقیدے کا ذکر کیا ہے، اس پر دیوبندی علماء نے عیارانہ حربے کو استعمال کر کے "المہند علی المفند" نامی ناقابلِ اعتبار کتاب میں اپنے عقیدے کے برخلاف جھوٹے عقیدے ظاہر کیا۔ اور اپنی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام اور احمقانہ کوشش کی۔ چنانچہ عبدالقدوس قارن صاحب جو حیاتی ٹولہ کے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے علماء دیوبند پر یہ الزام تراشی کرتے ہوئے ان کی جانب یہ بات بھی منسوب کر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک میں حیات کے منکر ہیں اس کے جواب میں علماء دیوبند کی جانب سے مصدقہ ایک تحریر

"المہند علی المفند" کے نام سے شائع کی گئی جس میں واضح کیا گیا کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں حیات ہیں"

(خوشبو والا عقیدہ حیات النبی، ص ۳۴)

قارئین محترم! بقول اس دیوبندی کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے الزام لگاتے ہوئے دیوبندیوں کو حیات النبی ﷺ کا منکر بتایا۔ لیکن کیا واقعی انہوں نے علماء دیوبند پر یہ "الزام" لگایا؟ یا ان کی حقیقت کا انکشاف فرمایا؟ اس کے لیے جب آپ دیوبندیوں کی کتابیں دیکھیں گے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ دیوبندیوں کو "منکرین حیات النبی ﷺ" کہنا الزام نہیں بلکہ حق بیانی ہے۔ کیونکہ واقعی علماء دیوبند حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں، اور اپنی اس حقیقت کو چھپا کر دیوبندی علماء نے "المہند علی المفند" نامی کتاب میں جھوٹ کا سہارا لیا اور خود کو حیات النبی ﷺ کا قائل ظاہر کیا، مگر علماء دیوبند کے اس صریح جھوٹ کو ان کے ایک گروہ نے تو بلا چوں و چرا تسلیم کر لیا، جبکہ دوسرا گروہ اپنے اکابر دیوبند ہی کے عقائد پر مصر رہا، حیات النبی ﷺ کا بدستور منکر رہے۔ اب تو دیوبندیت کی حقیقت دنیا کے سامنے کھل کر آجانی تھی اس لیے علماء دیوبند نے ایک اور چالاکی دکھائی، اور جن دیوبندیوں نے اپنے اکابر کے پرانے عقیدے (انکارِ حیات النبی ﷺ) پر اٹل ہونے کا اعلان کیا، ان سب کو دیوبندیت سے خارج، کر کے انہیں "معتزلہ" اور "مماتی" مشہور کر دیا۔ تاکہ دنیا علماء دیوبند کے مشترکہ جھوٹ کو سچ مان لے، اور اس فریب میں رہے جو "المہند علی المفند" نامی کتاب کے ذریعے پھیلایا گیا ہے۔ لیکن ایسا ہوا نہیں، کیونکہ جن دیوبندیوں کو معتزلہ اور مماتی قرار دے کر مکاری کی راہ اپنائی گئی ان لوگوں نے اپنے اکابر کی عبارات کو دلائل بنا کر مسلسل "المہند علی المفند" کا محض اس بنا پر کہ اس میں جھوٹ اور اکابر دیوبند کے عقائد کے خلاف عقائد لکھے گئے ہیں، آپریشن بلکہ پوسٹ مارٹم کرتے رہے ہیں، جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ چنانچہ مماتی ٹولہ کے جناب خضر حیات صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"المہند علی المفند کو علی الاطلاق عقائد علماء دیوبند کی کتاب قرار دینا صریح جھوٹ ہونے کے ساتھ علماء دیوبند سے بغاوت اور سب سے بڑی دشمنی ہے"

(المسلک المنصور فی احوال من فی القبور، ص۲۵۶)

مگر دیوبندی علی الاطلاق "المہند علی المفند" کو عقائد علماء دیوبند کی کتاب قرار دے کر صریح جھوٹ بولنے کے ساتھ اپنے اکابر علماء سے بغاوت اور سب سے بڑی دشمنی کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے ہیں۔ نیز یہی خضر حیات صاحب، حیاتی ٹولہ کی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بریلویوں نے علماء دیوبند پر الزام لگایا تھا کہ یہ لوگ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں، نبی کریم ﷺ کو قبر میں زندہ نہیں مانتے۔ ہمارے اکابرین علمائے دیوبند نے "المہند علی المفند" کتاب لکھی، جو علماء دیوبند کے عقائد کی بڑی معتبر کتاب ہے، اس میں بریلویوں کے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے لکھا گیا ہے؛ کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دنیاوی عنصری جسم کے ساتھ قبر اطہر میں زندہ ہیں، اس سے بریلویوں کے الزام اور بہتان کی تردید ہو گئی۔ (تقریر دلپذیر، ص۴۱)" (المسلک المنصور فی احوال من فی القبور، ص۲۴۹)

جس کی تردید کرتے ہوئے مماتی ٹولہ کے جناب خضر حیات صاحب لکھتے ہیں:

"مناظر موصوف نے چوتھا جھوٹ ارشاد فرمایا کہ المہند علی المفند میں لکھا گیا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ "نبی کریم ﷺ اپنے دنیاوی عنصری جسم کے ساتھ قبر اطہر میں زندہ ہیں"۔ مناظر موصوف نے اپنی عادت کے مطابق المہند کی تحریف کرتے ہوئے تاریخی جھوٹ ارشاد فرمایا ہے، المہند میں قطعاً یہ الفاظ

موجود نہیں ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے دنیاوی عنصری جسم کے ساتھ قبر اطہر میں زندہ ہیں۔

ہم مناظر موصوف سمیت تمام ذریت اوکاڑوی کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان میں کوئی رجل رشید موجود ہو تو المہند سے یہ الفاظ کہ آپ ﷺ دنیاوی عنصری جسم کے ساتھ قبر اطہر میں زندہ ہیں نکال دکھائے۔ ہماری پیشین گوئی ہے کہ ذریت اکاڑوی زہر کا پیالہ پی لے گی، موت کے منہ میں چلی جائے گی، لیکن یہ الفاظ المہند سے قیامت تک نہیں دکھا سکتی۔ مناظر موصوف نے اپنی تقریر کا اختتام اس تاریخی جھوٹ پر فرمایا ہے، جو قیامت تک مناظر موصوف کے چہرے پر سخت سیاہ داغ کی طرف نمایاں رہے گا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

(المسلک المنصور فی احوال من فی القبور، ص۲۵۶)

قارئین! دیکھ رہے ہیں؟ یہ ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمہ اور آپ کی لاجواب کتاب "حسام الحرمین" کی حقانیت، کہ علماء دیوبند کے جس عقیدے کی نشاندہی کی، اس کو چھپانے کی حماقت کرتے کرتے دیوبندیت حیاتی مماتی نام سے دو حصے میں بٹ گئی۔

المہند قابلِ اعتماد کتاب نہیں

قارئین محترم! مماتی حضرات تو کہتے ہیں کہ یہ کتاب قابلِ اعتماد بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ایک ہنگامی کاوش، اور وقت ٹپاؤ پالیسی کے تحت لکھی گئی ہے۔ جسے مجبوراً حیاتی دیوبندیوں نے منافقت اختیار

کر کے حقیقت کے خلاف جعلی عقائد و نظریات منظر عام پر لانے کے لیے شائع کیا۔ جیسا کہ عبد الحق خان بشیر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"بندیالوی صاحب نے اپنے رسالہ میں یہ باور کرانے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ علمائے دیوبند کی متفقہ دستاویز" المہند علی المفند" قابل اعتماد کتاب نہیں۔ بندیالوی صاحب سمیت تمام منکرین حیات، "المہند علی المفند" کو علمائے دیوبند کی ایک ایسی ہنگامی کاوش قرار دیتے ہیں جو" وقت ٹپاؤ پالیسی" کے تحت مجبوراً منظر عام پر لائی گئی۔ گویا علمائے دیوبند بحالت مجبوری منافقت اختیار کرتے ہوئے حقیقت کے بالکل خلاف مصنوعی عقائد و نظریات بھی اختیار کر لیتے تھے، العیاذ باللہ تعالیٰ۔"

(علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی، ص ۳۹)

حقیقت بھی یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء دیوبند کے عقائد سے جب علماء حرمین شریفین کو آگاہ کیا تو انہوں نے ان علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ جس کی بنام" حسام الحرمین" ہندوستان میں اشاعت ہوتے ہی ایوانِ دیوبندیت میں زلزلہ برپا ہو گیا، اور چار و ناچار علماء دیوبند اپنے شیعہ بھائیو اور رشتہ داروں کی طرح تقیہ سے کام لیا۔ جن کے تقیہ کا ذکر ان کی کتاب میں بھی ہے۔ چنانچہ سرفراز گکھڑوں صاحب لکھتے ہیں:

"جناب نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ یہ نام نہاد بناسپتی دیوبندی دراصل تقیہ کرنے والے بریلوی ہیں" (المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور، ص ۲۳)

محترم قارئین کرام! نیلوی صاحب نے" حیاتی" دیوبندیوں کو تقیہ کرنے والا" بریلوی" کیوں کہا ہے؟ جاننے کے لیے راقم الحروف کا رسالہ **"دیوبندیت کے بدلتے رنگ"** کا مطالعہ کریں۔

المہند کے دستخط اور تصدیقات کی حقیقت

بہر حال! تقیہ سے کام لیتے ہوئے علماء دیوبند نے اپنے اصل عقائد و نظریات کے بر خلاف یہ کتاب "المہند علی المفند" لکھ کر خود کو صحیح عقیدے کا حامل و عامل ظاہر کیا۔ اور اس وقت کے جو ان کے اکابر علماء تھے ان سے دستخط و تصدیقات حاصل کر لی، تاکہ کتاب مستند ہو جائے۔ حیاتی دیوبندیوں کے امام اہلِ سنت جناب سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"اس پر تقریباً چوبیس اکابر علماء دیوبند کے دستخط اور ان کی تصدیقات ہیں"

(المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور، ص ۲۲)

حالانکہ ایک دیوبندی کے مطابق اس پر دستخط کرنے والے علماء کی ایک رائے نہ تھی بلکہ مختلف اوقات میں مختلف رائے رکھتے تھے۔ جیساکہ میاں الیاس دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"دستخط کنندگان علماء کی بھی ایک رائے نہ تھی اور وہ مختلف اوقات میں اس بارے میں مختلف رائے رکھتے تھے"

(حیات شیخ القرآن غلام اللہ خان، ص ۲۵۹)

جبکہ مماتی ٹولہ کا کہنا ہے کہ ان علماء کا دستخط کرنا فضول ہے کیونکہ ان علماء دیوبند نے صحیح سے اس کتاب کو دیکھا بھی نہیں، بس خلیل احمد سہارنپوری پر اعتماد کرتے ہوئے دستخط و تصدیق کر دی۔ نیز اس کتاب میں ایسی غلطیاں ہیں جن کی نسبت ان علماء کی طرف کرنا ان کی توہین ہے۔ جیساکہ سرفراز گکھڑوی صاحب مماتی ٹولہ کی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"المہند سے استاذ جی کے دستخط کرنا فضول ہے کیونکہ کسی معتمد علیہ کی تصنیف شدہ کتاب کو تقریظ کرنے والا تقریظ کرتے وقت من اولہٖ الیٰ آخرہٖ ایک ایک حرف کر کے کوئی نہیں دیکھتا خصوصا وہ ہستیاں جن کے سر پر بیسیوں ذمہ داریاں ہوں، الیٰ قولہٖ پھر خود المہند میں ایسی غلطیاں ہیں جن کی نسبت ان جید علماء کی طرف کرنا ان کی توہین ہے پھر اس میں کئی کتابت کی غلطیاں ہیں۔
(الکتاب المسطور جلد اول، ص ۴۶۰)"

(المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور، ص ۲۲)

کیا واقعی "المہند علی المفند" پر تقریظ و تائید کرنے والے علماء دیوبند نے اس کے ایک ایک حرف کو من اولہٖ الیٰ آخرہٖ دیکھا؟ اس پر کوئی ثبوت امام اہلِ بدعت جناب سرفراز گکھڑوں صاحب نے پیش نہیں کیا۔ صرف یہ لکھ کر غلو خلاصی کر لی کہ:

"قارئین کرام غور فرمائیں کہ المہند کے صرف چند صفحات ہیں کوئی لمبی چوڑی کتاب نہیں اور یہ نہایت ذمہ دار حضرات کی طرف سے علماء عرب کو جواب میں بھیجی گئی کیا چند صفحات کے لیے بھی آپ کے استاد جی حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور دیگر حضرات کے پاس وقت نہ تھا؟"

(المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور، ص ۲۳)

مطلب یہ کہ سرفراز گکھڑوی ہوں یا دیگر علماء دیوبند کسی کے پاس اس بات کا ثبوت نہیں کہ المہند علی المفند پر تقریظ و تائید کرنے والے علماء نے اسے حرف بحرف پورا پڑھا بھی ہے یا نہیں؟ دیوبندیوں کے پاس بس لفاظی ہی لفاظی ہے۔ لیکن آیئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ علماء دیوبند کا طریق کار اس معاملے میں کیا ہے۔

تقریظ میں یہ طریق ناجائز و حرام ہے

اس بات کی تحقیق کے لیے راقم الحروف نے دیوبندیوں کی کتابوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ تقریظ لکھنے میں علماء دیوبند کی روش وہی ہے جس کا اظہار مماتی ٹولہ کے حوالے سے امام اہل بدعت جناب سرفراز گکھڑوی صاحب نے کیا ہے۔ جس کی گواہی دیتے ہوئے جناب ابوایوب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"عام طور پر ساری کتاب کو پڑھ کر تقاریظ لکھنے کا تصور مشکل ہے اور خود ہماری حالت تقریظ لکھتے وقت یہی ہوتی ہے، اس لیے ہماری تقاریظ کو ہر ہر بات میں مصنف کی موافقت نہ سمجھا جائے چند مقامات کو دیکھ کر حسن ظن کرتے ہوئے لکھ دیتے ہیں، اس لیے کتاب کی غلط باتوں کو نہ ہماری طرف منسوب کیا جائے اور نہ ہم اپنے علماء کی تقاریظ کی وجہ سے انہیں ذمہ دار جانتے ہیں۔"

(دست و گریباں، جلد چہارم، ص۲۳)

ابوایوب دیوبندی کی اس تحریر کے تناظر میں دیکھا جائے تو مماتی ٹولہ کا دعویٰ حق بجانب معلوم ہوتا۔ اور المہند علی المفند کی قلعی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ حالانکہ تقریظ و تائید کرنے میں علماء دیوبند کا یہ عمل خود دیوبندیوں کے یہاں ناجائز و حرام ہے۔ جیسا کہ رشید احمد دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"کتاب پر سرسری نظر ڈال کر تقریظ لکھنا جائز نہیں، کتاب دیگ کے چاول نہیں کہ دو تین چاول چٹکی میں مسل کر دیکھے اور پوری دیگ پر تیار ہو جانے کا حکم لگا دیا، تقریظ ایک شہادت ہے، پوری کتاب غور سے پڑھے بغیر شہادت لکھنا حرام ہے۔" (جواہر الرشید، اول، ص۱۹)

معلوم ہوا کہ المہند پر تقریظ کرنے والے علماء دیوبند نے ناجائز و حرام کام کے مرتکب ہوئے۔ اب حرام کام کرنے والوں کے متعلق محمود حسن گنگوہی دیوبندی صاحب گل فشانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو شخص بدعت کا کام کرے اس کو بدعتی کہتے ہیں اور جو حرام کام کرے اس کو کیا کہتے ہیں وہ آپ جانیں" (ملفوظات فقیہ الامت، قسط ثامن، ص ۴۶)

دیکھ رہے ہیں علماء دیوبند کا طریق کار؟ اور اپنے علماء کی غلطیوں اور تساہل و تجاہل کا اعتراف کرنے کے بجائے باتیں بنا کر حقیقت کو چھپانے کی کیسی احمقانہ کوشش کی جا رہی ہے۔

وقتی مصلحت کی پیداوار ہے المہند

اس حقیقت کا اہل علم یقیناً اعتراف کریں گے کہ قاسم و رشید کے قائم کردہ دین "دینِ دیوبندیت" کے تقسیم شدہ (حیاتی مماتی) دونوں گروہوں کے وجود میں آنے سے ایوانِ دیوبند کے بہت سارے راز طشت از بام ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "المہند علی المفند" کتاب جسے علماء دیوبند اپنے عقیدے کی معتبر و مستند کتاب بتاتے ہیں، وہ دراصل وقتی مصلحت کے تحت منافقت کرتے ہوئے لکھی گئی تھی۔ جیسا کہ عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتے ہیں:

"یہ معتزلہ اس بات کا پرچار کر رہے ہیں کہ "المہند علی المفند" میں عقیدہ کا اظہار نہیں بلکہ یہ ایک وقتی مصلحت کے تقاضہ کے تحت لکھی گئی تحریر تھی"

(خوشبو والا عقیدہ حیات النبی، ص ۳۴)

اور وہ مصلحت کیا تھی؟ وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی "حسام الحرمین" کی مار تھی، جس نے دیو بندیت کے چہرے کو بے نقاب کر کے اس کی اصلیت کو دنیا، بالخصوص علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کر دیا جس سے "دینِ دیو بندیت" کے باطل وجود پر خطرے کا بادل منڈلاتے دیکھ کر علماء دیو بند نے خود سے چند سوالات لکھ کر اس کے جوابات میں اپنے اصل عقائد کے خلاف عقیدے درج کر کے اسے کتابی شکل میں بنام "المہند علی المفند" شائع کر دیا۔

نوٹ: المہند علی المفند نامی کتاب میں علماء دیو بند کے کیے گئے تلبیسات اور مکر و فریب سے آگاہی کے لیے مناظر اسلام حضرت علامہ حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**راد المهند**" اور صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**التحقیقات لدفع التلبیسات**" کا مطالعہ فرمائیں۔ نیز آفتِ جانِ دیو بندیت، مجاہد اہلسنت محترم میثم عباس قادری رضوی صاحب کی محنت و مشقت سے منظر عام پر آنے والی ایک ضخیم کتاب "**المهند** کا علمی محاسبہ" کی طرف لازمی مراجعت کریں۔

اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے

قارئین محترم! در اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ "المہند علی المفند" وقتی مصلحت کے تحت لکھی جانے والی کتاب ہے جس کا اظہار و اصرار مماتی ٹولہ کے دیو بندی کرتے ہیں۔ مگر حیاتی ٹولہ کے دیو بندی اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر دیو بندی علماء اس کو تسلیم کر لیں، تو پھر ان کے کابر علماء کی سچائی (مکر و فریب) کھل کر دنیا کے سامنے آجائے گی۔ اور اس طرح دنیا بھر میں "دیو بندیت" کی تھو تھو ہو جائے گی۔ اس لیے یہ لوگ زہر کا پیالہ تو پی سکتے ہیں مگر اپنے اکابر کی اس عیارانہ و مکارانہ چال کو کسی بھی صورت تسلیم نہیں کرتے۔ انہی باتوں کو دار العلوم دیو بند کے مہتمم جناب قاری طیب صاحب دیو بندی کچھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہل بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھ دیا گیا ہو۔ (جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور ان پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلاف حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا۔ یہی تو اہل بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لیے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو برملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے)"

(امت کا اتفاق، خلاصہ المہند علی المفند، ص۶)

عبارت کو بغور دیکھیں۔ انہوں نے "المہند علی المفند" کو دفع الوقتی اور رفع الزام کے تحت لکھی گئی کتاب تسلیم نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی کہ

- اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے۔
- ان پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلاف حق عقائد بیان کیے۔
- یہی اہلِ بدعت کا الزام ہے۔ گویا اسے تسلیم کرنے کی صورت میں یہ الزام درست ثابت ہو جائے گا، جو دیوبندیوں کو خواب میں بھی منظور نہیں ہو سکتا۔
- اس میں اکابر کی کھلم کھلا توہین ہے۔
- ان کو برملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔

انہی وجوہات کی بنا پر دیوبندی اس حقیقت کو چار وناچار تسلیم کرنے سے گھبراتے بلکہ بھاگتے ہیں۔

المہند کو نہ ماننے پر دیوبندیت سے خارج

باوجود اس وقت ٹپاؤ پالیسی اور ہنگامی کاوش اور وقتی مصلحت کے اس "المہند علی المفند" کتاب کو عقائد کی کتاب تسلیم نہ کرنے کے پاداش میں، حیاتی ٹولہ کے دیوبندیوں نے مماتی ٹولہ کے دیوبندیوں کو دیوبندیت سے خارج کر دیا۔ جیسا کہ حیاتی دیوبندیوں کے مفتی سردار صاحب لکھتے ہیں:

> "علماء دیوبند کے عقائد کے ترجمان "المہند علی المفند" کے متعلق وہ (پنج پیری لوگ) کہتے ہیں کہ یہ علمائے دیوبند کی کتاب نہیں۔
>
> اس میں واضح ثبوت ہے کہ یہ پنج پیری حضرات دیوبندی نہیں کیونکہ یہ کتاب روز روشن کی طرح واضح ہے کہ علمائے دیوبند کے عقائد پر مشتمل ہے ان کی کتاب ہے جب یہ حضرات یعنی پنج پیری اس کتاب کے بیان شدہ عقائد کو علمائے دیوبند کا مسلک نہیں ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہ تو علمائے دیوبند کے عقائد ہیں اور وہ اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ دیوبندی نہیں ورنہ اس کتاب کو من وعن تسلیم کرتے۔"

(پنج پیری حضرات یعنی مماتی ٹولہ دیوبندی نہیں، ص ۲۷، ۲۸)

یعنی دیوبندیت کا مدار اسی کتاب پر ہے کہ جس نے اسے تسلیم کیا وہ تو دیوبندی ہے مگر جس نے اس کا انکار کیا وہ خارج از دیوبندیت ہوا۔

علماء دیوبند دو گروہوں میں بٹ گئے

اب دیکھیے دیوبندیوں کے شیخ القرآن جناب غلام اللہ خان کے سوانح نگار میاں الیاس دیوبندی صاحب اپنی کتاب میں "مسئلہ حیات النبی" کے تحت لکھتے ہیں:

"توحید و سنت کی داعی اس جماعت کو ابتدائی سالوں میں ایک بڑا دھچکا "مسئلہ حیات النبی بعد از وفات النبی" میں بعض علمائے دیوبند سے جزوی اختلاف کی وجہ سے لگا۔ کئی سر کردہ علماء جن میں مولانا مفتی عبد الواحد (گوجرانولہ) اور مولانا سرفراز خان صفدر (گکھڑ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جماعت چھوڑ گئے۔ علماء دیوبند واضح طور پر دو گروہوں میں بٹ گئے اور علمی اختلاف نے اصولی اختلاف کی شکل اختیار کر لی۔" (حیات شیخ القرآن غلام اللہ خان، ص ۲۵۲)

آگے لکھتے ہیں:

"جمعیت اشاعت التوحید والسنہ سے وابستہ علماء کو "منکرینِ حیات النبی" کے عنوان سے شہرت دی گئی۔" (حیات شیخ القرآن غلام اللہ خان، ص ۲۵۲)

لیکن دوسرے گروہ یعنی قائلینِ حیات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حضرات قائلین حیات کہلائے انہوں نے کئی بار اپنا مسلک بدلا"

(حیات شیخ القرآن غلام اللہ خان، ص ۲۵۳)

اکابر کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے مفاد پرست حیاتی دیوبندیوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"ان حضرات نے "المہند علی المفند" کو عقائد علمائے دیوبند کے نام سے شہرت دی اور اسے صحیفۂ آسمانی بنا دیا۔ ان اصاغر کے نزدیک "المہند" کے کسی ایک مسئلے

سے مختلف الرائے شخص "دیوبندیت" سے خارج تھا۔ یوں ایک مکتب فکر ایک مذہب بن گیا۔" (حیات شیخ القرآن غلام اللہ خان، ص ۲۵۳، ۲۵۴)

حالانکہ دیوبندیت اس اختلاف کے بعد مذہب نہیں بنا بلکہ دیوبندیت اپنی ابتدا ہی سے ایک "جدید دین" ہے، جسے رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی نے مل کر قائم کیا تھا۔

اس اختلاف کے اثرات

حیاتی مماتی کے درمیان ہونے والے اس اختلاف سے جو اثرات ظاہر ہوئے انہیں میاں الیاس دیوبندی صاحب نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۵۸ سے لیکر ۲۶۰ تک قدرے تفصیل سے درج کیے ہیں، ان میں چند من و عن اور بعض بقدر ضرورت یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

- ایک ہی مدرسہ فکر کے علماء مستقل طور پر دو واضح گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔
- علماء (دیوبند) میں اکابر پرستی کا رجحان عام ہوا اور اکابر کو دین میں ایسی اہمیت کا حامل سمجھا جانے لگا۔ جس کی تان بالآخر معصومیت پر آ کر ٹوٹتی ہے۔
- المہند علی المفند جو الزامات کا جوابِ صفائی تھا عقائد کی دستاویز بن گئی، اور اسے دیوبندیت کا معیار قرار دے دیا گیا۔ بلکہ اس میں درج ایسے مسائل کو دیوبندیت کی اصل و بنیاد بتایا جانے لگا۔

- فکر دیو بند کی پہچان ایک مدرسۂ فکر کی بجائے ایک فرقہ کے طور پر ہونے لگی اور دیو بندیت ہی کو بلکہ المہند کو مدار نجات بتایا جانے لگا۔

- علماء کے اس متحارب گروہوں میں سے ایک اپنے موقف میں شدت کے باعث اہل حدیث سے قدرت قریب ہو گیا۔ جبکہ دوسرا گروہ "اعتدال" کے نام سے بریلویہ سے قریب تر ہو گیا۔

- علماء میں غیبت کا مرض جھوٹ کی حد تک پھیل گیا۔ جس پر جو بہتان باندھ دیا گیا۔ اس کی تحقیق کی ضرورت ہی محسوس نہ کی گئی بلکہ اس پر یقین کر کے اس کی تشہیر کی گئی۔

- دیو بندی مدرسۂ فکر سے وابستہ عوام کا علماء پر اعتماد مجروح ہوا۔

- علماء کا دوغلا پن کھل کر سامنے آ گیا۔ انہوں نے اپنی "دیو بندیت" کے لیے الگ معیار مقرر کیا اور دوسروں کے لیے الگ۔ المہند سے اختلاف کرنے والے علماء ان کے نزدیک دیو بندیت سے خارج تھے۔ مگر امام ابو حنیفہ سے اختلاف کرنے کے باوجود ان کی "حنفیت" قائم تھی۔

- اپنے ہی ہم مسلک علماء کو محض لفظی اختلاف کی بنیاد پر "منکرین حیات النبی" کے عنوان سے شہرت دی گئی۔ ادھر عوام "حیاتی مماتی" کے نام سے تقسیم ہو گئے۔

- نفرت کی دیوار کو بلند تر کرنے کے لیے تمام ذرائع اختیار کیے گئے۔ تقریر و تحریر کے علاوہ علماء کا روایتی ہتھیار یعنی "فتویٰ بازی" بھی آزمایا گیا۔ جرائد و رسائل میں کاغذی کھوڑے بھی دوڑائے گئے۔ مضامین کی اشاعت کے علاوہ باقاعدہ تصانیف مدبیہ شہود پر آئیں۔ جن میں ایک دوسرے کو ضال و مضل، بدعتی اور مشرک حتیٰ کہ منکرِ رسالت اور منکرِ قرآن اور خارج از اسلام کہا گیا۔ چونکہ فریقین کے شیوخ و اساتذہ اور اکابر مشترکہ تھے۔ لہذا انہوں نے اپنے حق

میں انہی علماء (مثلاً مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا حسین علی وغیرہم) سے استدلال کر کے قارئین میں ان بزرگوں کو غیر معتبر متلون مزاج ہونے کا تاثر پیدا کیا۔

- طرفہ تماشہ یہ بھی ہونے لگا کہ اپنے مؤقف کے احقاق اور دوسرے کے ابطال پر بعض بزرگوں کو خواب آنا شروع ہو گئے۔ خوابوں کا یہ سلسلہ اللہ کے رسول ﷺ تک دراز ہوتا چلا گیا۔

محترم قارئین کرام! مزید تفصیلات کے لیے اصل کتاب سے مراجعت کر سکتے ہیں۔

لکھنا تو اور تھا، مگر.....؟؟

محترم قارئین کرام! اس پر مزید لکھنے کا ارادہ تھا مگر اس درمیان راقم الحروف کو مناظرِ اسلام حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان مصباحی مجددی صاحب قبلہ کی کتابِ لاجواب **قہرِ خداوندی بر فرقۂ دیوبندی** جلد دوئم نظر سے گزری جسے پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اس کتاب لاجواب کے مشمولات دیکھ کر راقم الحروف اپنے اس زیر نظر رسالہ میں مزید اور کچھ لکھنے سے رک گیا، کیونکہ اس تعلق سے اپنی مذکورہ کتاب میں حضرت مفتی صاحب حفظہ اللہ نے خوب سے خوب تر لکھا ہے۔ اس جلد میں آپ بالتفصیل حیاتی و مماتی دیوبندیوں کی خانہ جنگی پر مشتمل اقتباسات و حوالہ جات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ قہرِ خداوندی بر فرقۂ دیوبندی کی جلد دوئم ۴۰۰ سے زائد صفحات پر پھیلی ہے۔ نیز اس کتاب کی پہلی جلد بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ دونوں جلدوں کا آپ کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ تاکہ دیوبندیت کی

حقیقت اور ان کی آپسی خانہ جنگی اور اختلاف و انتشار سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ قہر خداوندی کی تیسری جلد بھی عنقریب شائع ہو گی۔ جس میں دیوبندیوں کے آپس میں کفر سازیاں اور فتوے بازیوں پر تفصیلی گفتگو ہے۔